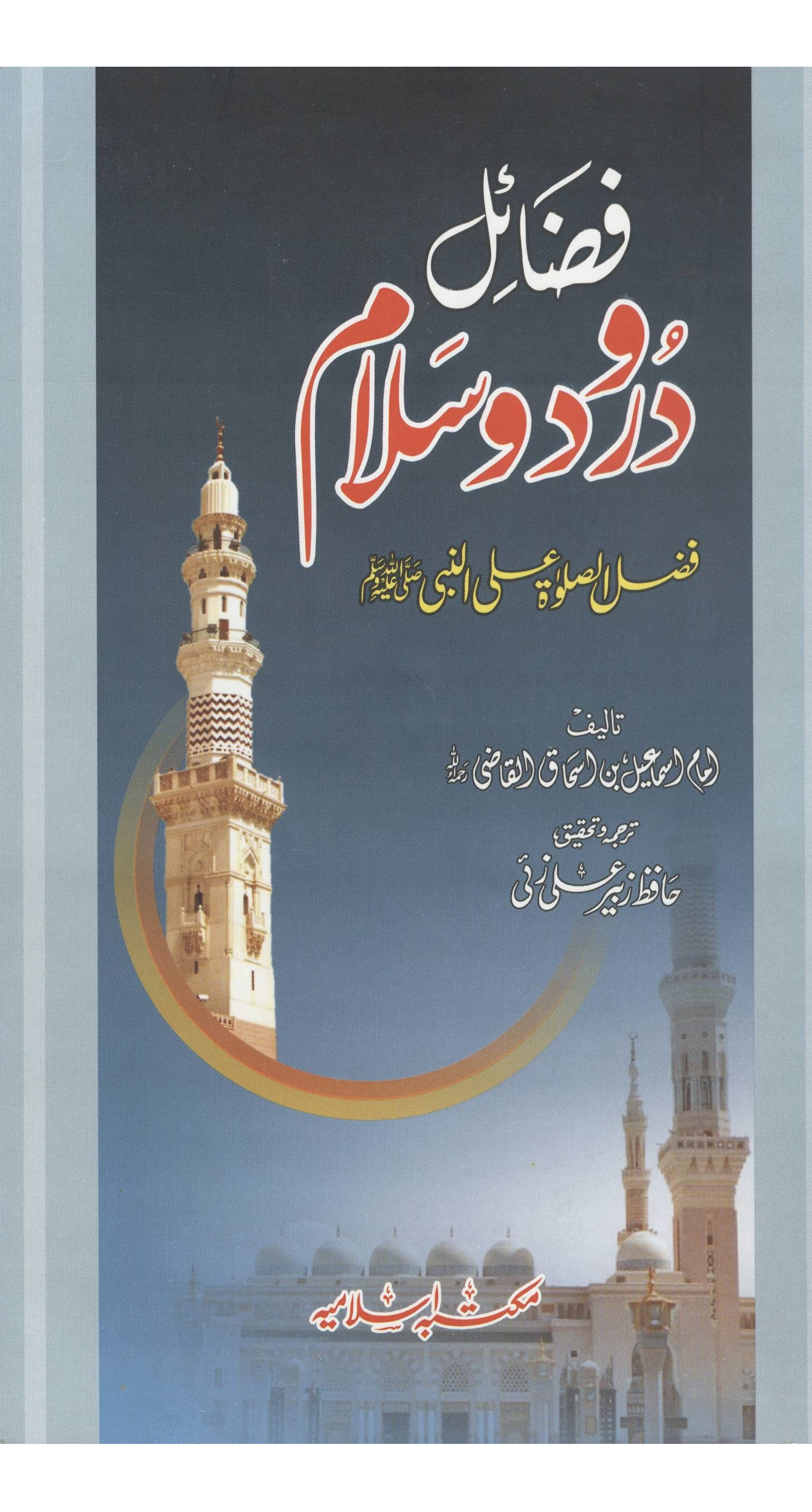
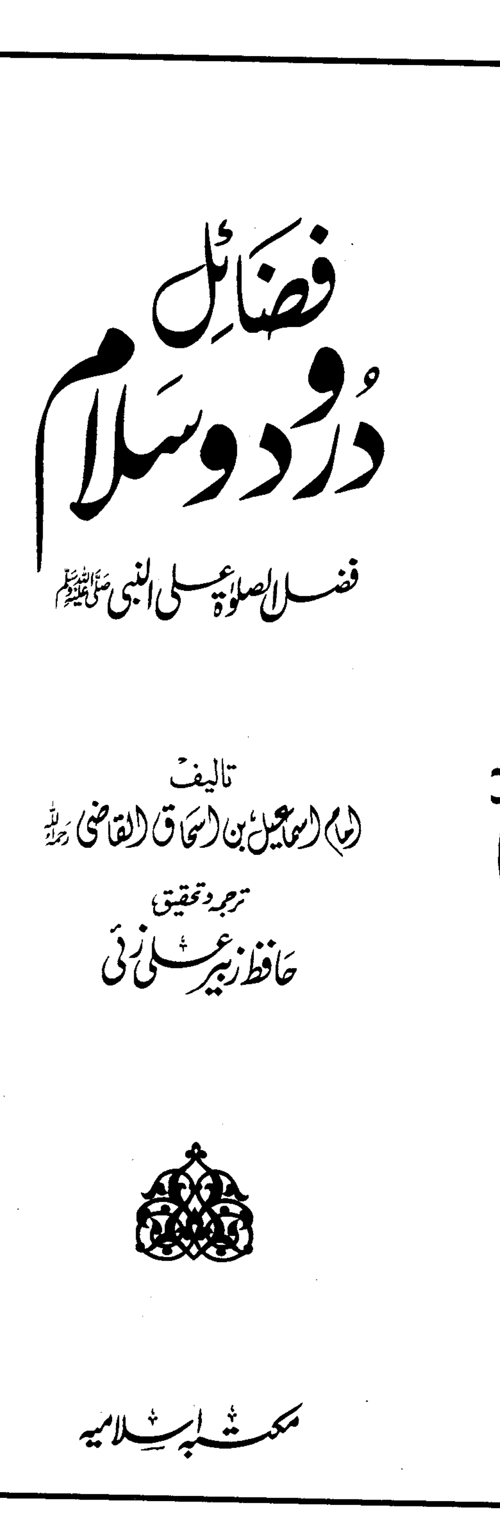


فضائل
درود وسلام
فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تالیف
امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ
ترجمہ و تحقیق
حافظ زبیر علی زئی
مکتبہ اسلامیہ



فضائل درود وسلام

فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ

تالیف

امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ

ترجمہ وتحقیق

حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

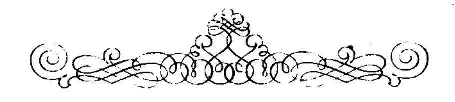
جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب ---------- فضائل دُرود وسلام

تالیف ---------- امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ

اشاعت ---------- فروری 2010ء

قیمت ----------





مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973

بیسمنٹ اٹلس بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست



حرفِ اول

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علی رسوله الأمين، أما بعد:
مسائل ہوں یا فضائل وہی بات لائقِ التفات اور قابلِ حجت ہے جو باسند صحیح ثابت ہو علاوہ ازیں ضعیف، موضوع اور من گھڑت روایات وآثار کی کوئی وقعت وحیثیت نہیں ہے۔

امام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہ اللہ (۱۹۹۔۲۸۲ھ) کی کتاب "**فضل الصلوٰة علی النبي ﷺ**" درود کے موضوع پر ایک بہترین تصنیف ہے، جس کا اردو ترجمہ اور تحقیق کرنے کی سعادت فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے حاصل کی ہے، یوں اب "فضائلِ درود وسلام" کا مجموعۂ محققہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ والحمدللہ

ترجمہ وتحقیق کرنے میں شیخ محترم کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ درود کے سلسلے کی احادیث صحت وسقم کے اعتبار سے لوگوں تک پہنچیں تاکہ صرف صحیح احادیث پر عمل ہو اور غیر ثابت روایات کو ترک کر دیا جائے لہٰذا انھوں نے قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر کتاب کے مقدمے میں "درود کی صحیح احادیث" اور "درود کی ضعیف روایات" کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ زیرِ نظر کتاب میں صرف عام فہم ترجمہ اور مختصر مگر جامع تحقیق ہی کو ترجیح دی گئی ہے البتہ بعض وضاحت طلب مقامات پر توضیح کر دی ہے، طویل مَباحث سے قصداً اِعراض کیا گیا ہے، کیونکہ فضائل پر مبنی کتاب اس کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ قارئین کی آسانی کے لئے ایک موضوع کی احادیث پر اسی مناسبت سے باب باندھ دیا گیا ہے اور تبویب کے لحاظ سے بھی بہترین فہرست ترتیب دی ہے۔

آخر میں راقم الحروف دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے استاذِ محترم کی تمام تر وہ کاوشیں جو انھوں نے دینِ اسلام کی خدمت وسربلندی کے لئے انجام دی ہیں، قبول فرمائے اور انھیں صحت وعافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ اس طرح کے مزید علمی وتحقیقی امور جو زیرِ قلم ہیں پایۂ تکمیل تک پہنچ سکیں۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر (۵/نومبر ۲۰۰۹ء)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

رحمۃ للعالمین پر درود وسلام: صلّی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلّم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلٰوۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین : رحمۃ للعالمین ورضی اللّٰہ عن أصحابہ أجمعین ورحمۃ اللّٰہ علی التابعین و من تبعھم إلٰی یوم الدین، صلّی اللّٰہ علٰی محمد رسول اللّٰہ و خاتم النبیین : صلّی اللّٰہ علیہ و أزواجہ وذریتہ وأصحابہ و آلہ وسلّم . أما بعد:

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے انسانوں کی ہدایت ونجات اور تمام جہانوں کے لئے اپنا آخری رسول رحمت بنا کر بھیجا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴾

اور ہم نے آپ کو رحمۃ للعالمین ہی بنا کر بھیجا ہے۔ (الانبیاء:۱۰۷)

یعنی رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور یہ آپ کی صفتِ خاصہ ہے جس میں مخلوقات میں سے دوسرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا ﴾

آپ کہہ دیں! اے (ساری دنیا کے) لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بنا کر بھیجا گیا) ہوں۔ (الأعراف:۱۵۸)

رسول اللہ ﷺ (فداہ ابی وامی وروحی وجسدی) نے فرمایا:

((وکان النبي یبعث إلٰی قومہ خاصّۃ و بعثت إلی الناس عامۃ .))

اور (مجھ سے پہلے) نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے عام انسانوں (یعنی تمام انسانیت) کے لئے (رسول بنا کر) بھیجا گیا ہے۔ (صحیح بخاری:۳۳۵، صحیح مسلم:۵۲۱)

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ کے بھیجے ہوئے آخری رسول پر ایمان لائے اور دینِ اسلام قبول کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج﴾
اللہ نے یقیناً مومنوں پر احسان کیا، جب اُن میں انھی میں سے رسول بھیجا جواُن کے سامنے اللہ کی آیات پڑھتا ہے، اُن کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب (قرآن) اور حکمت (حدیث) سکھاتا ہے۔ (ال عمران:۱۶۴)

اللہ تعالیٰ کے عظیم احسان اور نبی آخر الزمان (ﷺ) پر ایمان کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ اللہ کے بعد سب سے زیادہ رحمۃ للعالمین سے محبت کی جائے، آپ کی مکمل اطاعت کی جائے اور آپ پر کثرت سے درود وسلام بھیجا جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! اُس (نبی) پر صلوٰۃ بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب:۵۶)
اس کی تشریح میں امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری السنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) نے فرمایا: ''أن معنى ذلك أن الله يرحم النبي و تدعوله ملائكته و يستغفرون''
اس کا معنی یہ ہے کہ نبی پر اللہ رحم کرتا ہے اور اس کے فرشتے نبی کے لئے دعا واستغفار کرتے ہیں۔ (تفسیر طبری ج۲۲ ص۳۱)
نیز دیکھئے صحیح بخاری (قبل ح ۴۷۹۷)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب رحمتیں (اور برکتیں) نازل فرمانا ہے اور فرشتوں کے صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب رحمت کی دعائیں مانگنا ہے۔

۞ ۞ ۞

درود وسلام کی صحیح احادیث وآثار

نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کے بارے میں بعض صحیح احادیث وآثار درج ذیل ہیں:

۱) نماز میں التحیات پڑھنے کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہو ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .))

تمام تحفے (زبانی عبادتیں) نمازیں (بدنی عبادتیں) اور پاک چیزیں (مالی عبادتیں) اللہ کے لئے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ (صحیح البخاری:۱۲۰۲)

روایتِ مذکورہ میں ''علیك'' سے مراد حاضر نہیں بلکہ غائب ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو ہم ''اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ'' (نبی پر سلام ہو) پڑھتے تھے۔

(مسند احمد ۱/۴۱۴ ح ۳۹۳۵ وسندہ صحیح واللفظ لہ، صحیح البخاری: ۶۲۶۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشہد میں ''اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ'' پڑھتے تھے۔ (موطأ امام مالک، روایۃ یحییٰ ۱/۹۱ ح ۲۰۱ وسندہ صحیح)

مشہور ثقہ تابعی امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ جب زندہ تھے تو صحابہ السلام عليك أيها النبي کہتے تھے پھر جب آپ فوت ہوگئے (فلما مات) تو انھوں نے ''اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ'' کہا۔ (عبدالرزاق بحوالہ فتح الباری ۲/۳۱۴ تحت ح ۸۳۱ وقال ابن حجر: ''وھذا إسناد صحیح''، کنز العمال ۸/۱۵۴۔۱۵۵ ح ۲۲۳۵۶)

مشہور تابعی امام طاؤس رحمہ اللہ "اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِيِّ" پڑھتے تھے۔

(دیکھئے مسند السراج: ۸۵۲ وسندہ صحیح)

۲) التحیات کے سکھانے کے بعد، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (نماز میں) درود پڑھنے کا حکم دیا، فرمایا: کہو

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.))

اے اللہ! محمد اور آلِ محمد (ﷺ) پر درود (رحمتیں) بھیج، جس طرح کہ تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمتیں نازل فرمائیں، اے اللہ! محمد اور آلِ محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما، جس طرح کہ تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں بھیجیں۔

(صحیح البخاری: ۳۳۷۰، البیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/۱۴۸ ح ۲۸۵۶ عن کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ)

نیز دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ (یہی کتاب: ۵۶)

۳) سیدنا ابوطلحہ زید بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتہ آیا تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)! آپ کا رب فرماتا ہے: کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کی اُمت میں سے کوئی شخص آپ پر (ایک دفعہ) صلوٰۃ (درود) پڑھے تو میں اُس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماؤں اور آپ پر کوئی شخص (ایک دفعہ) سلام کہے تو میں دس دفعہ اس پر سلامتی نازل فرماؤں؟ (فضل الصلوٰۃ: ۲ وسندہ حسن)

۴) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر (ایک دفعہ) درود پڑھے گا تو اللہ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(فضل الصلوٰۃ: ۸ وسندہ صحیح، صحیح مسلم: ۴۰۸)

درود کے بارے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دیگر روایات صحیحہ کے لئے دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ (۹، ۱۱، ۱۶۔۱۸، ۵۴، ۹۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لا تجعلوا بیوتکم قبورًا و لا تجعلوا قبري عیدًا وصلّوا عليّ فإن صلٰوتکم تبلغني حیث کنتم .)) اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو عید (بار بار آنے کی جگہ) نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمھارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔

(سنن ابی داود: ۲۰۴۲ وسندہ حسن)

درود پہنچنے سے مراد یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس درود سنتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے ذریعے سے آپ کی خدمت میں درود پہنچایا جاتا ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۶

۵) سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے تو کہا: ...دُور ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو پھر وہ آپ پر درود نہ پڑھے، تو میں نے کہا: آمین۔ (فضل الصلوٰۃ: ۱۹، وسندہ حسن)

نیز دیکھئے فقرہ: ۲

۶) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے فرشتے زمین میں سیر کرتے ہیں، وہ مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

(فضل الصلوٰۃ: ۲۱ وسندہ صحیح)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أولی الناس بي یوم القیامة، أکثرهم عليّ صلٰوة .)) قیامت کے دن وہ لوگ سب سے زیادہ میرے قریب ہوں گے جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتے ہیں۔

(سنن الترمذی: ۴۸۴ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''حسن غریب'')

ایک اور روایت کے لئے دیکھئے سنن الترمذی (۵۹۳ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''حسن صحیح'')

۷) سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ما قعد قوم مقعدًا، لا یذکرون فیه اللّٰه عزوجل ویصلّون علی النبي إلا کان علیهم حسرة یوم القیامة وإن دخلوا الجنة للثواب .))

جو لوگ کسی ایسی مجلس میں بیٹھتے ہیں جس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور نبی (ﷺ) پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن یہ مجلس (اجرِ عظیم سے محرومی کی وجہ سے) اُن کے لئے حسرت کا باعث ہوگی، اگرچہ وہ ثواب کے لئے جنت میں بھی داخل ہو جائیں۔

(مسند احمد ۲/۴۶۳ ح ۹۹۶۵ مفہوماً وسندہ صحیح)

اس مفہوم کی روایت موقوفاً بھی ثابت ہے۔ دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ (۵۴، ۵۵)

۸) سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔
(فضل الصلوٰۃ: ۳۲) نیز دیکھئے فقرہ: ۱۱، حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ

۹) سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نماز میں اللہ کی بزرگی بیان نہیں کی اور نہ نبی ﷺ پر درود ہی پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے جلدی کی ہے۔ پھر آپ نے اسے بلایا تو اسے یا دوسرے شخص سے کہا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو پہلے اللہ کی بزرگی بیان کرے اور اس کی تعریف کرے پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے دعا مانگ لے۔ (فضل الصلوٰۃ: ۱۰۶، وسندہ حسن)

۱۰) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((من صلّى عليّ صلٰوة واحدة صلّى الله عليه عشر صلوات وحطت عنه عشر خطيئات و رفعت له عشر درجات.)) جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس شخص کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔

(سنن النسائی ۳/۵۰ ح ۱۲۹۸، وسندہ صحیح، عمل الیوم واللیلۃ: ۶۲، السنن الکبریٰ للنسائی: ۹۸۹۰)

۱۱) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((البخيل الذي من ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ.)) بخیل ہے وہ شخص، جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(سنن الترمذی:٣٥٤٦ وسندہ حسن وقال الترمذی: ''حسن غریب صحیح'')

نیز دیکھئے فقرہ:٨ حدیث سیدنا حسین الشہید رضی اللہ عنہ

١٢) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ (درود) کے مختلف صیغوں کے لئے دیکھئے:

فضل الصلوٰۃ (٥٩، ٦٣، ٦١) عن ابی مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ

فضل الصلوٰۃ (٧٠) عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ عنہ

فضل الصلوٰۃ (٦٩) عن زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ

فضل الصلوٰۃ (٦٨) عن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے جتنے صیغے بھی صحیح احادیث اور آثارِ سلف صالحین سے ثابت ہیں، پڑھنے جائز ہیں لیکن یاد رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک یا مسجدِ نبوی سے دور **السلام علیك أیها النبي** یا اس جیسے مشابہ الفاظ پڑھنا سلف صالحین سے ثابت نہیں ہیں۔

١٣) یزید بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ (ثقہ تابعی کبیر) نے فرمایا:

لوگ'' **اللهم صلّ علی محمد النبي الأمي (علیه السلام)** '' کہنا پسند کرتے تھے۔ (فضل الصلوٰۃ:٦٠ وسندہ صحیح)

١٤) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ نبیوں پر درود پڑھیں اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کریں۔ (فضل الصلوٰۃ:٧٦ وسندہ صحیح)

١٥) مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اگلی اور پچھلی تمام لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں اور مجھے آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (فضل الصلوٰۃ:٧٨ وسندہ صحیح)

١٦) عبداللہ بن ابی عتبہ رحمہ اللہ نے منیٰ (مکہ) میں اللہ کی حمد وثنا بیان کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور دعائیں مانگیں پھر انھوں نے اُٹھ کر نماز پڑھائی۔

(دیکھئے فضل الصلوٰۃ:٩٠ وسندہ صحیح)

١٧) سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نمازِ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ

کی قراءت کی جائے اور نبی ﷺ پر درود پڑھا جائے۔الخ (فضل الصلوٰۃ:۹۴ وسندہ صحیح)

۱۸) عامر الشعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: نمازِ جنازہ کی پہلی تکبیر میں اللہ پر ثنا (یعنی سورۂ فاتحہ) ہے اور دوسری میں نبی ﷺ پر درود ہے اور تیسری میں میت کے لئے دعا ہے اور چوتھی میں سلام ہے۔ (فضل الصلوٰۃ:۹۱ وسندہ صحیح)

۱۹) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلّوا عليّ فإنه من صلّى عليّ صلٰوة صلّى اللّٰه عليه بها عشرًا ....)) جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو اُسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔الخ

(صحیح مسلم:۳۸۴، ترقیم دارالسلام:۸۴۹)

۲۰) مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ نے فرمایا: "كنا نعلّم التشهد فإذا قال : و أشهد أن محمدًا عبده و رسوله: يحمد ربه بما شاء و يثني عليه ثم يصلّي على النبي صلى اللّٰه عليه (و آله وسلم) ثم يسأل حاجته "ہمیں تشہد سکھایا جاتا تھا پھر جب و أشهد أن محمدًا عبده ورسوله کہے تو اپنے رب کی حمد وثنا میں سے جو چاہے کہے پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنی ضرورت مانگے یعنی دعا کرے۔

(تہذیب الآثار للطبری: الجزء المفقود ص ۲۶۰ ح ۴۴۲ وسندہ صحیح، فتح الباری ۱۱/۱۶۴ تحت ح ۶۳۵۷، ۶۳۵۸ وقال: "بسند صحیح")

۲۱) سیدنا ابوحمید الساعدی یا سیدنا ابواُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إذا دخل أحدكم المسجد فليسلّم على النبي ﷺ)) إلخ

جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام کہے۔الخ

(سنن ابی داود:۴۶۵ وسندہ صحیح)

❁ ❁ ❁

درود وسلام کی ضعیف روایات

سیدنا رسول اللہ ﷺ کی مبارک شان میں قرآن مجید کی آیات، صحیح وثابت احادیث، عظیم الشان معجزے اور آثارِ صحیحہ بکثرت وبے شمار ہیں۔

آپ ﷺ کی شان اقدس بیان کرنے کے لئے ضعیف وغیر ثابت روایات کا سہارا لینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''حالانکہ صحیح احادیث ثقہ راویوں سے اور ایسے رواۃ سے جنکی روایت پر قناعت واعتماد کیا جا سکتا ہے اتنی کثرت سے مروی ہیں کہ کسی غیر ثقہ اور غیر معتمد راوی کی روایات کی طرف کوئی احتیاج بھی نہیں ہے... اور جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف اور مجہول الاسناد احادیث روایت کرنے کی ٹھانی ہے اور ان ضعیف احادیث کے ضعف اور خرابی کو جاننے کے باوجود اسے روایت کرنے کی عادت میں مبتلا ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جنہیں ایسی روایات واحادیث کی روایت کرنے اور اس کی عادت بنانے پر اس بات نے آمادہ کیا کہ وہ اس طریقہ سے عوام الناس کے سامنے اپنا کثیر العلم والحدیث ہونا ثابت کریں...''

(مقدمہ صحیح مسلم بحوالہ ماہنامہ الحدیث: ۵۳ص ۲۳، ۲۴)

امام مسلم کے اس قول کی تشریح میں ابن رجب حنبلی نے لکھا ہے: اس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ ترغیب وترہیب (فضائل وغیرہ) میں بھی انھی راویوں سے روایتیں بیان ہونی چاہئیں جن سے احکام کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ (شرح علل الترمذی ج ۱ص ۷۴)

حافظ ابن حبان نے کہا: گویا جو ضعیف روایت بیان کرے اور جس روایت کا وجود ہی نہ ہو وہ دونوں حکم میں برابر ہیں۔ (کتاب المجروحین ۱/ ۳۲۸، الحدیث حضرو: ۵ص ۱۵)

حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: '' و لا فرق فی العمل بالحدیث فی الأحکام أو فی الفضائل إذا الکل شرع ''احکام ہوں یا فضائل: حدیث پر عمل کرنے میں کوئی فرق نہیں

ہے کیونکہ (یہ) سب شریعت ہے۔ (تبیین العجب لماورد فی فضل رجب ص ۷۳)

اس اصول کے خلاف علامہ نووی وغیرہ بعض علماء نے فضائل ومناقب میں ضعیف روایات پر عمل کے جواز کا دعویٰ کیا ہے لیکن یہ دعویٰ بے بنیاد ہونے کی بنا پر غلط ہے۔ تفصیلی رد کے لئے ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد: ۵۳) کا مطالعہ کریں۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے لکھا ہے: '' **وفی الباب أحاديث كثيرة ضعيفة و واهية و أما ما وضعه القصاص في ذلك فلا يحصى كثرة و فی الأحايث القوية غنية عـــن ذلك** '' اور اس باب میں بہت سی ضعیف اور کمزور روایتیں ہیں اور جو روایتیں قصہ گو خطیبوں نے بنائی ہیں تو اُن کی کثرت کا شمار ہی نہیں ہے اور قوی احادیث میں ان سے بے نیازی ہے۔ (فتح الباری ۱۱/ ۱۶۸ تحت ح ۶۳۵۷، ۶۳۵۸)

کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں ضعیف روایات کے علاوہ دیگر کتابوں کی چند ضعیف ومردود روایات درج ذیل ہیں:

۱) العلاء بن عمرو الحنفی عن محمد بن مروان (السدی الصغیر: ابی عبدالرحمٰن) عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کی سند کے ساتھ سیدنا رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے: ((**من صلّى عليّ عند قبري سمعته و من صلّى عليّ نائيًا أبلغته**)). جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھا تو میں اُسے سنوں گا اور جس نے مجھ پر دُور سے درود پڑھا تو وہ مجھے پہنچایا جائے گا۔ (کتاب الضعفاء للعقیلی ۴/ ۱۳۷، شعب الایمان للبیہقی: ۱۵۸۳، دوسرا نسخہ: ۱۴۸۱)

اس روایت کی سند چار وجہ سے مردود ہے:

اول: علاء بن عمرو سخت مجروح اور متروک راوی تھا۔

دیکھئے المجروحین لابن حبان (۲/ ۱۷۳) اور میزان الاعتدال (۳/ ۱۰۳) تاریخ بغداد (۳/ ۲۹۲۔۲۹۳ ت ۱۳۷۷) اور الموضوعات لابن الجوزی (۱/ ۳۰۳) میں علاء بن عمرو کی متابعت عبدالملک بن قریب الاصمعی سے مروی ہے لیکن اس سند میں اصمعی کا شاگرد محمد بن یونس بن موسیٰ الکدیمی مشہور کذاب ہے لہٰذا یہ متابعت کالعدم ہے۔

دوم: محمد بن مروان السدی کذاب راوی تھا۔ (دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۴ ص ۵۰۔۵۲)
محمد بن مروان السدی، کلبی اور ابوصالح تینوں کے بارے میں بیہقی نے کہا:
وہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف تھے، منکر روایتوں کی کثرت کی وجہ سے ان کی کسی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی اور ان کی روایتوں میں جھوٹ ظاہر ہے۔
(الاسماء والصفات ص ۴۱۴، دوسرا نسخہ ص ۵۲۱ ملخصاً مترجماً)

سوم: اعمش مشہور ثقہ مدلس تھے (اور قولِ راجح میں اُن کا شمار طبقہ ثالثہ کے مدلسین میں ہوتا ہے) اور یہ روایت عن سے ہے۔

چہارم: قدیم محدثین کرام نے اس روایت پر شدید جرح کی ہے اور کسی نے بھی اسے صحیح یا حسن نہیں کہا۔ عقیلی نے کہا: ''**لا أصل له من حديث الأعمش و ليس بمحفوظ و لا يتابعه إلا من هو دونه**'' اس حدیث کی اعمش سے کوئی اصل نہیں ہے اور یہ محفوظ نہیں ہے اور اس میں اُسی نے اس (سدی صغیر) کی متابعت کی ہے جو اُس سے زیادہ نچلے درجے کا (یعنی کذاب) ہے۔ (الضعفاء الکبیر ۴/ ۱۳۷)
حافظ ابن الجوزی نے اس روایت کو کتاب الموضوعات (من گھڑت روایتوں کی کتاب) میں بیان کر کے کہا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے... الخ (ج ۱ ص ۳۰۳ ح ۵۶۲)

فائدہ: ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے کہا: جب کتب الضعفاء یا کتب الموضوعات میں لا يصح یا لا يثبت کہتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ یہ موضوع ہے اور اگر کتب الاحکام میں یہ کہیں تو اس کا معنی اصطلاحی صحت (یعنی صحیح) کی نفی ہے۔
(قواعد فی علوم الحدیث ص ۲۸۲، اعلاء السنن ج ۱۹، مترجماً)

ابوغدہ عبدالفتاح الکوثری نے کہا: موضوعات کے باب میں لا يصح یا لا يثبت کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث اس قائل کے نزدیک باطل اور موضوع ہے، جس کے بارے میں یہ کلمات کہے گئے ہیں۔ (حاشیۃ الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ص ۱۹۴، مترجماً)
شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے کہا: جب ضعیف وموضوع احادیث کی کتابوں

میں لا یصح کہیں تو اُن کی مراد شدید ضعف ہوتا ہے...الخ

(سوالات ابی عبداللہ احمد بن ابراہیم ابن ابی العینین للالبانی ص ۱۲۹ جواب: ۳۱ مترجماً)

علامہ البانی نے مزید کہا: موضوع احادیث والی کتابوں میں لا یصح کا مطلب موضوع ہوتا ہے اور وہ کتابیں جو موضوع احادیث کے لئے نہیں لکھی گئی (مثلاً) کتب السنن تو ان میں لا یصح کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ (الدرر فی مسائل المصطلح والاثر/ مسائل ابی الحسن المار بی للالبانی ص ۲۰۸، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۵۱ جواب سوال: ۱۲۲ ملخصاً مترجماً)

تنبیہ: حافظ ابن القیم نے ابوالشیخ الاصبہانی کی کتاب: الصلوٰۃ علی النبی ﷺ (؟) سے روایتِ مذکورہ (من صلّی عليّ عند قبري سمعته و من صلّی عليّ من بعيد أعلمته) کی ایک اور سند دریافت کی ہے۔ دیکھئے جلاء الافہام (ص ۵۴)

جبکہ یہ دریافت شدہ روایت بھی تین وجہ سے مردود ہے:

اول: ابوالشیخ کا استاذ عبدالرحمٰن بن احمد الاعرج مجہول الحال ہے، اس کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ دوم: اعمش مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

روایاتِ مذکورہ کی ایک سند پر جرح کرتے ہوئے محمد عباس رضوی بریلوی نے لکھا ہے:

''اس روایت میں ایک راوی امام اعمش ہیں جو کہ اگرچہ بہت بڑے امام ہیں لیکن مدلس ہیں اور مدلس راوی جب عن: سے روایت کرے تو اس کی روایت بالاتفاق مردود ہوگی۔''

(واللہ آپ زندہ ہیں ص ۳۵۱)

سوم: اس روایت کو دریافت کرنے والے حافظ ابن القیم نے بذاتِ خود لکھا ہے:

''و هذا الحديث غريب جدًا'' اور یہ حدیث سخت غریب ہے۔ (جلاء الافہام ص ۵۴)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت اپنی دونوں سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہے۔

۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''من صلّی عليّ بلغتني صلاته و صلّيت عليه و كتبت له سوی ذلك عشر حسنات'' جو شخص مجھ پر صلوٰۃ (درود) پڑھتا ہے تو اس کا درود مجھ تک پہنچتا ہے اور میں اُس

پر درود پڑھتا ہوں اور اس کے سوا اُس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔
(المعجم الاوسط للطبرانی ۳۸۰/۲ ح ۱۶۶۳)

اس روایت کی سند تین وجہ سے ضعیف ہے:
اول: طبرانی کا استاذ احمد بن النضر بن بحر العسکری نامعلوم ہے۔
(نیز دیکھئے کتاب الدعاء للطبرانی کا مقدمہ ۱۵۳/۱، قال الدکتور محمد سعید بن محمد حسن البخاری: لم أقف علیه)
دوم: العسکری کے استاذ اسحاق بن زید بن عبدالکریم الخطابی کی توثیق نامعلوم ہے۔
نیز دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (۲۲۰/۲)
سوم: ابوجعفر الرازی صدوق حسن الحدیث تھے لیکن خاص ربیع بن انس رحمہ اللہ (صدوق حسن الحدیث) سے اُن کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (دیکھئے تخریج فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ح ۹۵)
۳) سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ليس من عبد يصلّي عليّ إلا بلغني صوته حيث كان.''
مجھ پر جو بندہ بھی درود پڑھتا ہے تو وہ جہاں بھی ہو، اُس کی آواز (صوت) مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ؟ بحوالہ جلاء الافہام ص ۱۲۷، دوسرا نسخہ تحقیق مشہور حسن ص ۱۸۱ ح ۱۴۴)
اول: سعید بن ابی مریم کی خالد بن یزید سے ملاقات ناممکن ہے لہٰذا سند منقطع ہے۔
دوم: سعید بن ابی ہلال کی سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ناممکن ہے، کیونکہ وہ اُن کی وفات کے بہت بعد میں پیدا ہوئے تھے لہٰذا سند منقطع ہے۔
سخاوی نامی ایک صوفی نے بھی اس روایت پر (عراقی کی) جرح نقل کی ہے۔
دیکھئے القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الشفیع (ص ۱۵۸، ۱۵۹، دوسرا نسخہ ص ۳۳۴)
یہ سخاوی وہی ہے، جس کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ''حي على الدوام'' یعنی زندہ جاوید ہیں۔ دیکھئے القول البدیع (ص ۱۶۷)
اسی کے رد میں سیوطی (متساہل وحاطب اللیل) نے الکاوی (داغ لگانے والی، جلانے والی) کتاب لکھی ہے۔ دیکھئے کشف الظنون (۱۳۸۲/۲)

بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ روایتِ مذکورہ میں صوتہ کی بجائے صلاتہ کا لفظ ہے،اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

٤) سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ بے شک اللہ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب میری اُمت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھے گا تو یہ فرشتہ مجھے کہے گا: اے محمد! فلاں شخص کے فلاں بیٹے نے اس وقت آپ پر درود بھیجا ہے۔

(السلسلۃ الصحیحہ للالبانی ۴۳/۴، ۴۴ ح ۱۵۳۰)

اس روایت کی دو سندیں ہیں اور دونوں ضعیف ہیں۔ پہلی سند میں محمد بن عبداللہ بن صالح المروزی مجہول ہے، جس کے بارے میں خود البانی نے کہا: میں نے اسے نہیں پہچانا۔

دوسرے یہ کہ محمد بن عبداللہ تک مکمل سند بھی نامعلوم ہے۔

دوسری سند میں نعیم بن ضمضم مجہول ہے، جسے ہمارے علم کے مطابق کسی محدث نے بھی ثقہ نہیں کہا۔ دیکھئے لسان المیزان (۶/ ۱۶۹، دوسرا نسخہ ۷/ ۲۱۳)

بلکہ ہیثمی نے اُس کے بارے میں لکھا ہے: ''ضعیف'' (مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۶۲)

اس کا دوسرا راوی عمران بن الحمیر ی مجہول الحال ہے، جسے سوائے ابن حبان کے کسی نے ثقہ قرار نہیں دیا۔ دیکھئے لسان المیزان (۴/ ۳۴۵، دوسرا نسخہ ۵/ ۲۵۴)

ان دو ضعیف سندوں کو جمع تفریق کر کے ''حسن ان شاء اللہ'' کہنا غلط ہے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف و مردود ہی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۵۶ ص ۶۔ ۸

٥) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر کتاب میں (لکھ کر) درود بھیجے گا، جب تک میرا نام اُس کتاب میں رہے گا تو فرشتے اُس پر درود پڑھتے یعنی اُس کے لئے دعائے استغفار کرتے رہیں گے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۸۵۶، شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۶۰ بتحقیق عمرو بن عبدالمنعم وقال: ''موضوع'')

یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ سخت ضعیف (ضعیف جداً) ہے۔

دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ للالبانی (۷/۳۲۰۔۳۲۴ ح ۳۳۱۶)

۶) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر (بھیجا ہوا) درود پُل صراط پر نور ہوگا اور جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اسی (۸۰) دفعہ درود پڑھا تو اُس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(دیلمی بحوالہ الضعیفہ للالبانی ۸/۴/۲۷ ح ۳۸۰۴)

اس سند میں علی بن زید وغیرہ ضعیف راوی ہیں لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ تاریخ بغداد (۱۳/ ۴۸۹) میں اس کا ایک باطل مردود شاہد بھی ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۷

۷) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن اسی (۸۰) دفعہ درود پڑھے گا تو اُس کے اسی (۸۰) سالوں کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (تاریخ بغداد ۱۳/۴۸۹)

یہ روایت وہب بن داود بن سلیمان الضریر کے غیر ثقہ ہونے کی وجہ سے موضوع ہے۔

نیز دیکھئے الضعیفہ للالبانی (۱/۲۵۱ ح ۲۱۵)

۸) ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص مجھ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہیں پڑھتا تو اس کا وضو نہیں ہوتا۔ یہ ضعیف و منکر روایت ہے۔

دیکھئے الضعیفۃ (۵/۱۸۶ ح ۲۱۶۷، ۱۰/۳۴۷ ح ۴۸۰۶، اور سنن ابن ماجہ بتحقیقی: ۴۰۰)

اس میں عبدالمہیمن بن عباس بن سہل اور اُبی بن عباس دونوں ضعیف و مجروح ہیں۔

۹) ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ما من أحد يسلم عليّ إلا ردّ الله عليّ روحي حتى أردّ عليه السلام'' جو شخص بھی مجھ پر سلام کہے گا تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے دوں۔ (سنن ابی داود: ۲۰۴۱)

بعض علماء نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے لیکن اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس خاص روایت میں یزید بن عبداللہ بن قسیط کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے اور ابن قسیط کی عام روایات تابعین عن الصحابہ سے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ نے روایتِ مذکورہ پر کلام کرتے ہوئے کہا: ''... ففي سماعه منه نظر'' پس اُس کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع میں نظر ہے۔ (جلاء الافہام ص ۵۳)

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اس خاص حدیث میں اُن کے سماع میں نظر ہے ورنہ ایک اور روایت میں یزید بن عبداللہ بن قسیط کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

(دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۱۲۲)

اس انقطاع کے شبہ کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔

المعجم الاوسط للطبرانی (۳۱۱۶) میں یزید بن عبداللہ بن قسیط اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ابو صالح کا واسطہ موجود ہے لیکن اس سند میں عبداللہ بن یزید الاسکندرانی کی توثیق نا معلوم ہے، حافظ ہیثمی نے کہا: اور میں نے اُسے نہیں پہچانا۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۶۲)

بعض علماء کا خیال ہے کہ الاسکندرانی سے مراد عبداللہ بن یزید المقری (ثقہ) ہیں لہٰذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

تنبیہ: طبرانی کی سند عبداللہ بن یزید الاسکندرانی تک بکر بن سہل الدمیاطی (وثقہ الجمہور) اور مہدی بن جعفر کی وجہ سے حسن لذاتہ ہے۔

۱۰) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**من لم يصلّ عليّ فلا دين له**'' جس نے مجھ پر درود نہ پڑھا تو اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ (جلاء الافہام ص ۵۸)

یہ روایت متعدد علتوں کی وجہ سے ضعیف و مردود ہے مثلاً:

اول: رجل مجہول ہے۔ دوم: سفیان ثوری مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔

سوم: وغیر ذلک

۱۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسی (۸۰) مرتبہ یہ درود پڑھے:

اللهم صلّ علىٰ محمد النبي الأمي و علىٰ آله و سلّم تسليما .

اُس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اس کے لئے اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ (فضائل درود ص۴۳، القول البدیع للسخاوی ص۱۹۶)

یہ روایت بے سند، بے اصل اور مردود ہے۔

۱۲) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پاک پڑھ کر مزیّن کرو، کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہوگا۔'' (الفردوس للدیلمی بحوالہ الجامع الصغیر للسیوطی ج۲ ص۲۸ ح ۵۸۰، فیض القدیر للمناوی ج۴ ص۹۱، آبِ کوثر ص۳۹ ح۱۴)

اس روایت کی سند موضوع ہے۔ اس کا راوی ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد النقاش جھوٹا تھا۔ حافظ ذہبی نے کہا: ''متھم بالکذب'' اس پر (محدثین کی طرف سے) جھوٹ بولنے کا الزام ہے۔ (دیوان الضعفاء ۲/۲۹۱ ت ۳۶۶۷)

امام برقانی نے کہا: اُس کی ہر حدیث منکر ہے۔ (تاریخ بغداد ج۲ ص۲۰۵ ت ۶۳۵)

اس کے دوسرے راوی نامعلوم ہیں۔ (دیکھئے الضعیفۃ للالبانی ۸/۱۵۱۔۱۵۲ ح ۳۶۷۳ وقال: موضوع)

۱۳) ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کا جب حواء سے نکاح ہوا تو حق مہر یہ مقرر ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر بیس دفعہ درود پڑھیں۔

اسے ابن الجوزی نے کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں (بغیر سند کے) نقل کیا ہے اور سخاوی نے کہا: مجھے اس کی کوئی سند نہیں ملی۔ (القول البدیع نسخہ محققہ ص۱۳۲)

معلوم ہوا کہ یہ روایت بے سند ہونے کی وجہ سے قابلِ حجت نہیں ہے۔

درود وسلام کے سلسلے میں اور بھی بہت سی ضعیف، منکر، مردود اور موضوع روایات ہیں۔ مثلاً دیکھئے محمد زکریا کاندھلوی کی کتاب: فضائل درود (ص۲۹، ۴۳، ۴۴....) محمد الیاس قادری بریلوی کی کتاب: فیضانِ سنت (ص۲۱۱...) محمد سعید احمد اسعد بریلوی کے والد محمد امین بریلوی کی کتاب: آبِ کوثر، دیوبندیوں و بریلویوں کی پسندیدہ کتاب: دلائل الخیرات اور حافظ ابن القیم کی کتاب: جلاء الافہام (وغیرہا)

درودوسلام کے بعض مسائل

اس باب میں درودوسلام کے بعض مسائل کی مختصراور جامع تحقیق پیشِ خدمت ہے:

۱) نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ (درود) پڑھنے کے جتنے صیغے بھی صحیح اور حسن لذاتہ احادیث میں آئے ہیں، ان میں سے جو بھی پڑھیں صحیح اور باعث اجروثواب ہے۔نماز میں درود کے مشہور صیغے کے لئے دیکھئے: درودوسلام کی صحیح احادیث وآثار (ص۹فقرہ:۲)

۲) سیدنا ابومسعود عقبہ بن عمروالانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا پھر اس نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے سلام (التحیات) تو پہچان لیا ہے لہٰذا جب ہم نماز پڑھیں تو آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپ نے ﷺ نے فرمایا: ((**إذا أنتم صلّيتم عليّ فقولوا: اللهم صلّ علىٰ محمد النبي الأمي .)) إلخ** جب تم مجھ پر درود پڑھو تو کہو: **اللهم صلّ علىٰ محمد النبي الأمي . إلخ** (صحیح ابن خزیمہ:۷۱۱وسندہ حسن، صحیح ابن حبان:۱۹۵۶، المستدرک للحاکم ۱/۲۶۸ح۹۸۷، ۹۸۸ وصححہ علیٰ شرط مسلم ووافقہ الذہبی(!) والدارقطنی ۱/۳۵۴۔۳۵۵ح۱۳۲۴، وقال: ”و هذا إسناد حسن متصل“)

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

اول: نماز میں درود پڑھنا واجب (یعنی فرض) ہے۔

دوم: درود کے صیغوں والی روایات، جن میں ”درود پڑھو“ کا حکم آیا ہے، کا تعلق نماز کے ساتھ ہے۔

تنبیہ: نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب یعنی فرض ہے۔

امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) نے فرمایا:

”واعلموا ـ رحمنا الله و إياكم: لو أن مصلياً صلّى صلاة فلم يصلّ على النبي ﷺ فيها في تشهده الأخير وجب عليه اعادة الصلاة“

اور جان لو! اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے، اگر کوئی نمازی ایسی نماز پڑھے، جس کے آخری تشہد میں نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے تو اس پر نماز کا دھرانا (دوبارہ پڑھنا) واجب ہے۔

(کتاب الشریعہ ص ۴۱۵، دوسرا نسخہ ص ۴۲۷۔۴۲۸ قبل ح ۹۴۳ تیسرا نسخہ ج ۳ ص ۱۴۰۳)

امام آجری سے بہت پہلے امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

'' **و إن تشهد و لم يصلّ على النبي ﷺ أو صلّى على النبي ﷺ و لم يتشهد فعليه الاعادة حتى يجمعهما جميعًا** '' اور اگر تشہد پڑھے اور نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے یا نبی ﷺ پر درود تو پڑھے اور تشہد نہ پڑھے تو اسے نماز دوبارہ پڑھنی چاہئے، حتیٰ کہ وہ دونوں کو اکٹھا پڑھے۔ (کتاب الام ج ۱ ص ۱۱۷، باب التشہد والصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ آخری تشہد میں درود واجب نہیں بلکہ اُسے واجب سمجھنا شذوذ ہے لیکن راجح یہی ہے کہ آخری تشہد میں درود واجب ہے۔

۳) دو تشہدوں والی نماز کے پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنا افضل اور مستحب ہے۔ اگر صرف تشہد پڑھے اور درود نہ پڑھے تو بھی جائز ہے۔

تشہد اول میں درود پڑھنے کی افضلیت اور استحباب کی دو دلیلیں ہیں:

اول: عام دلائل (عمومات) سے استدلال۔ دیکھئے ہفت روزہ الاعتصام لاہور (۸/ دسمبر ۱۹۸۹ء) میں شائع شدہ مضمون: التحقیق المستحلی فی ثبوت الصلوٰۃ علی النبی فی القعدۃ الاولیٰ

دوم: خاص دلیل۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''**فيدعو ربه ويصلّى على نبيه ثم ينهض ولا يسلم**'' پھر آپ اپنے رب کو پکارتے اور اس کے نبی (یعنی اپنے آپ پر) درود پڑھتے پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ کہتے تھے.... الخ

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۵۰۰ وسندہ صحیح، سنن النسائی: ۱۷۲۱)

تشہد اول میں درود نہ پڑھنے کے جواز والی وہ روایت ہے، جس میں آیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تشہد میں التحیات پڑھنے والی حدیث بیان کی پھر اپنے شاگرد سے فرمایا:

'' **فإذا فعلت هذا فقد قضيت صلاتك، إن شئت أن تقوم فقم و إن شئت أن**

تقعد فاقعد'' جب تو نے یہ کرلیا (التحیات پڑھ لی) تو اپنی نماز پوری کرلی، اگر تو چاہے تو کھڑا ہو جا (اور باقی نماز پڑھ) اور اگر چاہے تو بیٹھ جا۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۴۲۲ ح ۴۰۰۶ وسندہ صحیح)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ تشہد میں التحیات پڑھتے، پھر جب نماز کے درمیان والا تشہد ہوتا تو تشہد سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے....الخ

(مسند احمد ج ۱ ص ۴۵۹ ح ۴۳۸۲ وسندہ حسن لذاتہ وصححہ ابن خزیمہ بروایتہ: ۷۰۸)

٤) درود کا ایک معنی دعا بھی ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۷۸۰)

٥) دوسرے انبیائے کرام کے ناموں کے ساتھ ﷺ کہنا بھی صحیح ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' **فینزل عیسی بن مریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم** '' پھر عیسیٰ بن مریم ﷺ نازل ہوں گے۔ (صحیح مسلم درسی نسخہ: ج ۲ ص ۳۹۲ ح ۲۸۹۷)

٦) دعائے قنوت کے آخر میں نبی ﷺ پر درود پڑھنا ثابت ہے۔
دیکھئے صحیح ابن خزیمہ (۱۱۰۰، وسندہ صحیح)

٧) اذان کے بعد درود پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔
دیکھئے تخریج فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ (ح ۴۸)
لیکن اذان سے پہلے درود پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

٨) مسجد میں داخل ہوتے وقت نبی ﷺ پر سلام کہنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔
دیکھئے سنن ابی داود (۴۶۵ وسندہ صحیح)

لہٰذا مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد میں داخل ہونے کی دعا کے بعد یا پہلے السلام علیٰ رسول اللہ پڑھنا مسنون ہے۔

٩) فرض نماز کے بعد اجتماعی یا انفرادی طور پر بلند آواز کے ساتھ درود پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ نیز نماز جمعہ کے بعد بھی اجتماعی درود کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

١٠) مجلس میں کم از کم ایک دفعہ درود پڑھنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے۔
دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ (۵۴)

۱۱) درودِ تاج، درودِ لکھی، درودِ تنجینا، درودِ اکبر، درودِ خضریہ نقشبندیہ مجددیہ، درودِ ماہی اور درودِ مقدس وغیرہ عوامی درودوں کا کوئی ثبوت کسی حدیث یا آثارِ سلف صالحین سے نہیں ہے لہٰذا ایسے درود نہیں پڑھنے چاہئیں بلکہ وہ درود پڑھیں جو دلیل سے ثابت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**من أحدث في ديننا ما ليس فيه فهو رد .**))
جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات (بدعت) نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (جزءوفیہ من حدیث لوین: ۷۱ وسندہ صحیح)

بعض لوگ کسی مصیبت کو دُور کرنے یا کسی خاص مقصد کے لئے کھجور کی گٹھلیوں وغیرہ پر ایک لاکھ یا ایک ہزار دفعہ درود پڑھتے ہیں، مجھے اس کا بھی کوئی ثبوت معلوم نہیں ہے۔

۱۲) نبی کریم پر ''**صلّى الله عليه وسلّم**'' والا درود پڑھنا تواتر کے ساتھ کتبِ احادیث میں ثابت ہے۔ نیز دیکھئے اسی باب کا فقرہ: ۵

۱۳) نمازِ جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھنے کے لئے دیکھئے فضل الصلوٰۃ: ۹۱، ۹۰
یاد رہے کہ نماز جنازہ میں رحمت وترحمت والا درود پڑھنا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے بلکہ حنفیوں کی کتاب الہدایہ میں ''**و يصلّي على النبي** ﷺ'' کے حاشیے میں لکھا ہوا ہے:
''**كما في التشهد**'' جس طرح تشہد میں (درود پڑھا جاتا ہے)

(الہدایہ مع الدرایہ/ اولین ص ۱۸۰ ج ۱)

یعنی نمازِ جنازہ میں تشہد والا درود پڑھنا چاہئے۔

۱۴) صحابۂ کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہم (رضی اللہ عنہ ونحو المعنیٰ) لکھنے کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے۔ دیکھئے سورۃ الفتح (۱۸)

کتبِ احادیث میں یہ ترضی (رضی اللہ عنہ وغیرہ) تواتر کے ساتھ موجود ہے۔

۱۵) تابعین اور اُن کے بعد آنے والے مسلمانوں کے ساتھ رحمہ اللہ، رحمۃ اللہ علیہ یا رحمہم اللہ (وغیرہ) کے مناسب الفاظ لکھنے یا کہنے چاہئیں۔

۱۶) علیہ السلام کے الفاظ صرف انبیاء ورسل یا رسول اللہ ﷺ سے پہلے کی برگزیدہ

شخصیتوں کے ساتھ استعمال کرنے چاہئیں۔

شیعہ حضرات کا صرف ائمہ اہلِ بیت مثلاً سیدنا حسین رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھ علیہ السلام لکھنا غلط ہے۔

۱۷) صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے ص ؐ، علیہ السلام کی بجائے ؑ، (اور رضی اللہ عنہ کی بجائے ؓ) لکھنا صحیح نہیں ہے بلکہ آداب کے منافی ہے۔

ص ؐ کے رد کے لئے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۲۰۸، ۲۰۹، دوسرا نسخہ ص ۲۹۸، ۲۹۹) اور اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (بترجمتی وتحقیقی ص ۸۷)

۱۸) ہر خطبے میں نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر درود پڑھا۔ الخ

(زوائد عبداللہ بن احمد علیٰ مسند الامام احمد ۱۰۶/۱ ح ۸۳۷ وسندہ صحیح)

نیز دیکھئے فضل الصلوٰۃ: ۱۰۵

فائدہ: ہر خطبے میں تشہد (**أشهد أن لا اله إلا الله و أشهد أن محمدًا رسول الله**) ضرور پڑھنا چاہئے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((**کل خطبة لیس فیها تشهد فهي کالید الجذماء .**)) ہر وہ خطبہ جس میں تشہد نہ ہو، اس ہاتھ کی طرح ہے جو جذام زدہ (یعنی عیب دار اور ناقص) ہے۔

(سنن ابی داود: ۴۸۴۱ وسندہ صحیح وصححہ الترمذی: ۱۱۰۶، وابن حبان: ۱۹۹۴، ۵۷۹)

تشہد سے مراد کلمۂ شہادت ہے۔ دیکھئے عون المعبود (۴۰۹/۴)

۱۹) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: پھر جب میں بیٹھ گیا تو اللہ کی ثنا بیان کی پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا پھر اپنے لئے دعا کی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((**سل تعطه، سل تعطه .**)) مانگو تمھیں ملے گا، مانگو تمھیں ملے گا۔

(سنن ترمذی: ۵۹۳ وسندہ حسن، وقال الترمذی: ''حسن صحیح'')

۲۰) بازار میں بھی نبی ﷺ پر درود پڑھنا چاہئے۔
دیکھئے جلاء الافہام (ص ۴۰۰)

۲۱) رسول اللہ ﷺ کی قبر پر (یعنی حجرۂ مبارکہ کا دروازہ کھل جانے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہوکر) سلام یا السلام علیکم کہنا صحیح ہے۔ دیکھئے فضل الصلوٰۃ: ۹۸۔۱۰۰

یہ دعائیہ کلمات ہیں، جس طرح کہ قبرستان میں: "**السلام علیکم دار قوم مؤمنین و أتاكم ما توعدون غدًا مؤجلون و إنا إن شاء الله بكم لاحقون .**" کہنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۹۷۴، ترقیم دارالسلام: ۲۲۵۵)

اور یہ کلماتِ خطاب اصل میں کلماتِ دعائیہ ہیں، جن سے سماعِ موتیٰ کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ جن مقامات پر مُردوں کا سماع ثابت ہے، جیسا کہ صحیح بخاری (۱۳۳۸) اور صحیح مسلم (۲۸۷۰، دارالسلام : ۷۲۱۶) میں ہے کہ مُردہ (واپس جانے والے اپنے ساتھیوں کے) جوتوں کی آواز سنتا ہے (وغیرہ) تو اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

۲۲) سعی کے دوران میں صفا و مروہ کی پہاڑی پر چڑھ کر درود پڑھنا ثابت ہے۔
دیکھئے فضل الصلوٰۃ: ۸۷

۲۳) چھینک آنے کے بعد السلام علیٰ رسول اللہ پڑھنا ثابت نہیں بلکہ صرف الحمد للہ کہنا چاہئے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۲۷۳۸ وسندہ حسن)



سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ کے چند پہلو

نام ونسب: سیدنا ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدمناف (المغیرۃ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مُرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان من ولد اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام.

آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہے۔

ولادت: ماہِ ربیع الاول (۵۷۱ء) بروز سوموار (جس سال ابرہہ کافر نے اپنے ہاتھی کے ساتھ مکہ پر حملہ کیا تھا اور اللہ نے اُسے اُس کی فوج سمیت تباہ کردیا تھا۔) آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے والد عبداللہ آپ کی پیدائش سے تقریباً مہینہ یا دو مہینے پہلے فوت ہوئے۔ (دیکھئے السیرۃ النبویہ للذہبی ص ۴۹) اور جب آپ سات سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ فوت ہوگئیں پھر آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی اور جب آپ آٹھ سال کے ہوئے تو عبدالمطلب بھی فوت ہوگئے، ان کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((... دعوة أبي إبراهيم و بشارة عيسى بي و رؤيا أمي التي رأت.)) إلخ

میں اپنے ابا (دادا) ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا اور (بھائی) عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت (خوش خبری) ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں جسے انھوں نے دیکھا تھا۔

(مسند احمد ۴/۱۲۷ ح ۱۷۱۵۰، وسندہ حسن لذاتہ)

حلیہ مبارک: آپ ﷺ کا چہرہ چاند جیسا (خوبصورت، سرخی مائل سفید اور پُرنور) تھا۔ آپ کا قد درمیانہ تھا اور آپ کے سر کے بال کانوں یا شانوں تک پہنچتے تھے۔

نکاح: سیدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی رضی اللہ عنہا سے آپ کی شادی

ہوئی اور جب تک خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں آپ نے دوسری شادی نہیں کی۔

اولاد: قاسم، طیب، طاہر (اور ابراہیم) رضی اللہ عنہم

بنات: رقیہ، زینب، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن

پہلی وحی: غارِ حراء میں جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور سورۃ العلق کی پہلی تین آیات کی وحی آپ کے پاس لائے۔ ۶۱۰ء (اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔)

عام الحزن: ہجرتِ مدینہ سے تین سال قبل ابو طالب اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئے۔

ہجرت: ۶۲۲ء میں آپ اپنے عظیم ساتھی سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔

مکی دور: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ (۱۳) سال رہے۔

مدنی دور: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ میں دس (۱۰) سال رہے اور پھر وفات کے بعد الرفیق الاعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے۔

غزوۂ بدر: ۲ھ کو بدر میں اسلام اور کفر کا پہلا بڑا معرکہ ہوا جس میں ابو جہل مارا گیا۔

غزوۂ احد: ۳ھ، اس غزوے میں ستر کے قریب صحابۂ کرام مثلاً سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے۔

غزوۂ خندق: ۵ھ (احزابِ کفار نے مدینہ پر حملہ کیا اور ناکام واپس گئے)

صلح حدیبیہ: ۶ھ، اس کا ذکر قرآنِ مجید میں بھی ہے۔

غزوۂ خیبر: ۷ھ، خیبر فتح ہوا۔

فتح مکہ: ۸ھ، مکہ فتح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مکہ کو معاف کر دیا۔

اس سال غزوۂ حنین بھی ہوا تھا۔

غزوۂ تبوک: ۹ھ

حجۃ الوداع: ۱۰ھ

دعوت: قرآن، حدیث، توحید اور سنت آپ کی دعوت ہے۔ آپ نے لوگوں کو شرک و کفر

کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کرتوحید وسنت کے نورانی راستے پر گامزن کردیا۔آپ نے فرمایا:مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔نہ اُس پر ظلم کرتا ہےاور نہ اس پر ظلم ہونے دیتا ہے۔
(صحیح بخاری:۲۴۴۲،صحیح مسلم:۲۵۸۰)

اخلاق: آپ ﷺ اخلاق کے سب سے اعلیٰ درجے پر فائز تھے،ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾اور آپ عظیم اخلاق پر ہیں۔ (سورۃ نون:۴)
آپ نے فرمایا: ((**أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقًا و خياركم خياركم لنساء هم خلقًا .**)) مومنوں میں مکمل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں۔
(سنن الترمذی:۱۱۶۲،وقال:هذا حديث حسن صحیح)

معلّمِ انسانیت: ایک صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ سے بہترین معلّم (استاذ) اچھے طریقے سے تعلیم دینے والا کوئی نہیں دیکھا، نہ پہلے اور نہ بعد۔اللہ کی قسم! آپ نے مجھے نہ ڈانٹا،نہ مارااور نہ بُرا بھلا کہا۔ (صحیح مسلم:۵۳۷)

معاملات: آپ ﷺ نے فرمایا:((**إن خياركم أحسنكم قضاء .**)) تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو بہتر طریقے سے قرض ادا کریں۔(صحیح بخاری:۲۳۰۵،صحیح مسلم:۱۶۰۱)
نیز فرمایا:((**دع ما يريبك إلى مالا يريبك فإن الصدق طمأنينة وإن الكذب ريبة .**)) شک والی چیز کو چھوڑ دو اور یقین والی چیز کو اختیار کرو کیونکہ یقیناً سچائی اطمینان ہےاور جھوٹ شک وشبہ ہے۔ (سنن ترمذی:۲۶۱۸ وقال:هذا حديث صحیح)

نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں نقص نہیں نکالا،اگر پسند فرماتے تو کھا لیتے اور اگر پسند نہ فرماتے تو چھوڑ دیتے تھے۔ (صحیح بخاری:۵۴۰۹)

وفات: ۱۱ھ بروز سوموار،ماہِ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین اس دنیا سے تشریف لے گئے،اس وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔

صلى الله عليه و آله وأصحابه وأزواجه وسلّم

امام اسماعیل بن اسحاق القاضی اور کتاب کی سند کی تحقیق

امام ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درہم الازدی البصری البغدادی ۱۹۹ھ یا ۱۹۷ھ کو بصرہ (عراق) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

عبداللہ بن مسلمہ القعنبی، سلیمان بن حرب، مسدد بن مسرہد، ابومصعب الزہری، مسلم بن ابراہیم الفراہیدی، حجاج بن منہال الانماطی، علی بن المدینی، احمد بن عبداللہ بن یونس، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوالنعمان محمد بن الفضل السدوسی، محمد بن المثنیٰ، احمد بن المعذل الفقیہ المالکی، نصر بن علی الجہضمی، اور قاری عیسیٰ بن میناء: قالون وغیرہم۔ رحمہم اللہ

یہ سارے اپنے فن کے امام اور قابلِ اعتماد راوی تھے۔

آپ کے شاگردوں میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

ابوالقاسم البغوی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، اسماعیل بن محمد الصفار، ابوبکر الشافعی، موسیٰ بن ہارون الحافظ، عبداللہ بن احمد بن حنبل، قاضی حسین بن اسماعیل المحاملی، ابراہیم بن محمد بن عرفہ النحوی: نفطویہ، ابوبکر بن الانباری، محمد بن خلف بن حیان القاضی، ابوبکر بن النجاد اور ابوالقاسم اسماعیل بن یعقوب بن ابراہیم بن احمد بن البختری البغدادی وغیرہم۔ رحمہم اللہ

آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں، جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

احکام القرآن، معانی القرآن، کتاب فی القراءات، کتاب الرد علیٰ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی، کتاب الرد علیٰ ابی حنیفہ، جزء فیہ احادیث ایوب السختیانی، مسند حدیث مالک بن انس اور فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ۔

محدثین کرام اور ہر فن کے علماء آپ کی تعریف وتوثیق میں رطب اللسان تھے۔ مثلاً امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی نے انھیں ثقہ صدوق کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل ۱۵۸/۲)

حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات (۱۰۵/۸) میں ذکر کیا۔

خطیب بغدادی نے کہا: '' و كان إسماعيل فاضلاً متقناً فقيهًا علىٰ مذهب مالك ابن أنس ، شرح مذهبه ولخصه و احتج له ... ''اور اسماعیل فاضل عالم ثقہ (اور) مالک بن انس کے مذہب (مسلک) پر فقیہ تھے، اُن کے مذہب کی شرح اور تلخیص کی اور اُن کے لئے دلائل جمع کئے۔ الخ (تاریخ بغداد ۲۸۴/۶)

یہی بات حافظ ابن الجوزی نے لکھی ہے۔ دیکھئے المنتظم (۳۴۶/۱۲)

حافظ ابن کثیر نے انھیں حافظ فقیہ مالکی کہا۔ دیکھئے البدایہ والنہایہ (۳۴۱/۱۱)

حافظ ذہبی نے کہا: '' الإمام العلامة الحافظ، شيخ الإسلام .. ''

امام علامہ حافظ، شیخ الاسلام (سیر اعلام النبلاء ۳۳۹/۱۳)

فائدہ: یہاں مالکی ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ امام مالک کے مقلد تھے۔ دیکھئے التقریر والتحبیر (۴۵۳/۳) تقریرات الرافعی (۱۱/۱) النافع الکبیر (ص ۷) اور دین میں تقلید کا مسئلہ (۴۶)

اگر کوئی کہے کہ ابن نقطہ نے تکملۃ الاکمال (۲۲۹/۴) میں قاضی اسماعیل بن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ '' ما قلدت مالكًا قط في مسئلة حتى علمت وجه صوابها'' میں نے مالک (بن انس) کی کسی مسئلے میں تقلید نہیں کی، حتیٰ کہ مجھے اس کی صحیح دلیل معلوم ہوگئی۔ دیکھئے مقدمۃ احکام القرآن للدکتور عامر حسن صبری (ص ۲۸)

عرض ہے کہ یہ قول امام اسماعیل سے باسند صحیح یا حسن ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی سند میں ابوالمعالی الحسن بن علی بن اسماعیل الصفراوی، ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن بن عمر بن حفص الفارض، ابوالقاسم عبدالحمید بن علی بن خلف التجیبی، خلف بن الحسن اور عمرو بن عیسون الاندلسی سب مجہول العین یا مجہول الحال تھے اور قاضی بکر بن العلاء غالی مقلد تھا، جس کے اسماعیل بن اسحاق القاضی سے سماع میں کلام ہے، لہٰذا یہ قول ثابت نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

امام اسماعیل بن اسحاق ذوالحجہ کے مہینے میں ۲۸۲ھ کو اچانک فوت ہوگئے۔ رحمہ اللہ

امام اسماعیل بن اسحاق سے اس کتاب کے راویوں کا مختصر اور مفید تذکرہ درج ذیل ہے:

۱: آپ کے شاگرد ابوالقاسم اسماعیل بن یعقوب بن ابراہیم بن احمد بن البختری المعروف بابن الجراب ثقہ تھے۔ (تاریخ بغداد ۳۰۴/۶ ت ۳۳۴۵)

آپ ۳۴۵ھ میں ۸۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

۲: اسماعیل بن یعقوب کے شاگرد ابو محمد عبدالرحمٰن بن عمر بن محمد بن سعید التجیبی البزار المعروف بابن النحاس ''الشیخ الإمام الفقیه المحدث الصدوق مسند الدیار المصریة'' تھے۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۳۱۳/۱۷)

آپ ۴۱۶ھ میں فوت ہوئے۔

۳: عبدالرحمٰن بن عمر النحاس کے شاگرد ابواسحاق ابراہیم بن سعید بن عبداللہ الحبال ثقہ ثبت تھے۔ دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (۳۷۹/۲)

حافظ ذہبی نے کہا: ''الإمام الحافظ المتقن العالم'' (النبلاء ۴۹۵/۱۸)

آپ ۴۸۲ھ میں فوت ہوئے۔

۴: ابراہیم بن سعید الحبال کے شاگرد ابو صادق مرشد بن یحییٰ بن القاسم المدینی ''المحدث الثقة العالم'' تھے۔ دیکھئے النبلاء (۴۷۵/۱۹)

آپ ذوالقعدہ ۵۱۷ھ میں فوت ہوئے۔

۵: مرشد بن یحییٰ کے شاگرد ابوالحسن علی بن ھبۃ اللہ بن عبدالصمد الکاملی المصری تھے، جن سے جلیل القدر شاگردوں کی ایک تعداد نے روایتیں بیان کی ہیں مثلاً:

حافظ عبدالغنی، حافظ عبدالقادر، ابن رواحہ اور محمد بن الملثم وغیرہم۔ دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی (۳۳۳/۴۰ وفیات ۵۷۱تا۵۸۰ھ) آپ کا مقام'' محله الصدق'' ہے۔

کئی مقامات پر دوسرے راویوں نے آپ کی متابعت کی ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صدوق تھے۔ یاد رہے کہ آپ پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں ہے اور امام عبدالغنی المقدسی

رحمہ اللہ کا کسی جرح کے بغیر آپ کو "الشیخ" کہنا بھی آپ کی توثیق کی طرف اشارہ ہے۔

۶: علی بن ھبۃ اللہ کے شاگرد حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی رحمہ اللہ بہت بڑے امام تھے۔ حافظ ذہبی نے کہا: " **الإمام العالم الحافظ الكبير الصادق القدوة العابد الأثري المتبع عالم الحفاظ** " (النبلاء ۲۱/۴۴۳۔۴۴۴)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ سند حسن ہے۔

روایات کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ علی بن ھبۃ اللہ صدوق تھے، کیونکہ یہی روایات دوسری کتابوں میں بھی کثرت کے ساتھ موجود ہیں لہٰذا یہ سند صحیح لغیرہ ہے۔ والحمدللہ

آخر میں عرض ہے کہ راقم الحروف نے اس کتاب کی تحقیق میں شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کے مطبوعہ نسخے کو پیشِ نظر رکھا ہے اور استاذ عبدالحق الترکمانی کے نسخے سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ متن کی اصلاح کر دی ہے اور مفید تخریج کے ساتھ ہر حدیث اور اثر پر تحقیقی حکم لگا دیا ہے تاکہ عام لوگوں کے سامنے بھی صحیح اور ضعیف روایات واضح ہو جائیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ میرے اس عمل کو قبول فرمائے اور مجھے نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین .

حافظ زبیر علی زئی

(۱۰/اکتوبر ۲۰۰۹ء)



فضل الصلاة على النبي ﷺ

بسم الله الرحمن الرحيم

ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. اللهم صل على سيدنا محمد و آله وسلم .أخبرنا الشيخ الإمام العالم الحافظ عبدالغني بن عبدالواحد بن علي بن سرور المقدسي أيده الله قال: أخبرنا الشيخ أبو الحسن علي بن هبة الله ابن عبد الصمد الكاملي بالقاهرة في شهر ربيع الأول من سنة إحدى و تسعين[2] و خمسمائة بقصر بني عبيد ، قال:أنبأنا أبو صادق مرشد ابن يحيي بن القاسم المديني فی مصر : أنبأنا أبو إسحاق إبراهيم بن سعيد بن عبد الله الحبال، قال: أنبأنا أبو محمد عبد الرحمٰن بن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم ، اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہ وسلم .

ہمیں شیخ امام عالم حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور المقدسی نے (اس کتاب کی) خبر دی[1] اللہ اُن کی مدد فرمائے۔ انھوں نے کہا: ہمیں شیخ ابوالحسن علی بن ہبۃ اللہ بن عبدالصمد الکاملی نے ربیع الاول کے مہینے میں ۵۹۱[ہجری] کو قصر بنی عبید - قاہرہ (مصر) میں خبر دی ، انھوں نے کہا: ہمیں ابو صادق مرشد بن یحییٰ بن القاسم المدینی نے مصر میں خبر دی (انھوں نے کہا) : ہمیں ابواسحاق ابراہیم بن سعید بن عبداللہ الحبال نے خبر دی، انھوں نے کہا: ہمیں ابومحمد عبدالرحمٰن بن عمر بن محمد بن سعید التجیبی البزار المعروف بابن

[1] یعنی حدیث یا کتاب پڑھ کر یا زبانی سنائی۔

[2] وقال اسعد سالم تیم: ''و الصواب : احدی و سبعین کما فی الأصل'' (بیان اوھام الالبانی ص ۹)

عمر بن محمد بن سعيد التجيبي البزار، المعروف بابن النحاس قال: قرىء على أبي القاسم إسماعيل بن يعقوب بن إبراهيم بن أحمد بن البختري البغدادي المعروف بابن الجراب، و أنا أسمع في شهر ربيع الآخر من سنة تسع و ثلاثين و ثلاثمائة: أنبأنا إسماعيل بن إسحاق ابن إسماعيل بن حماد بن زيد القاضي قال:

النحاس نے خبر دی، انھوں نے کہا: ابوالقاسم اسماعیل بن یعقوب بن ابراہیم بن احمد بن البختری البغدادی المعروف بابن الجراب کے سامنے ۳۳۹ (ھ) کو ربیع الآخر کے مہینے میں (یہ کتاب) پڑھی گئی اور میں سُن رہا تھا (ابن الجراب نے کہا): ہمیں اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید القاضی نے خبر دی، انھوں نے فرمایا:

فائدہ سلف صالحین کی تصنیفات کے مطالعے سے یہ بات واضح ہے کہ کتاب کے شروع میں کسی ''خطبۂ مسنونہ'' کے ضروری یا مسنون ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے مثلاً امام بخاری، امام مسلم وغیرہما نے اپنی کتبِ صحیحہ میں کوئی مقرر شدہ خطبۂ مسنونہ نہیں لکھا، بلکہ تسمیہ کے بعد جس نے جیسے مناسب سمجھا، اللہ کی حمد وثنا اور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام سے اپنی کتابوں کا آغاز کیا۔ یاد رہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب خطبۃ الحاجہ (خطبۃ النکاح) دو وجہ سے ضعیف ہے:

اول: ابو اسحاق عن ابی الاحوص عن عبداللہ رضی اللہ عنہ. اس کی سند ابو اسحاق السبیعی کے عدمِ تصریحِ سماع کی وجہ سے ضعیف ہے اور اسے امام شعبہ کا اس سند کے ساتھ روایت کرنا ثابت نہیں ہے۔

دوم: ابو اسحاق عن ابی عبیدۃ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ. اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔
مسند احمد (۳۹۲/۱) میں ایک مبتور معلول سند بھی ہے۔ دیکھئے نیل المقصود (۲۱۱۸)

[نبی ﷺ پر ایک دفعہ درود پڑھنے کی فضیلت][1]

[۱] أنبأنا إسماعيل بن أبي أويس: حدثني أخي عن سليمان بن بلال عن عبيداللّٰه[2] بن عمر عن ثابت البناني: قال أنس بن مالك: قال أبو طلحة: إن رسول اللّٰه ﷺ خرج عليهم يومًا يعرفون البشر في وجهه فقالوا: إنا نعرف الآن في وجهك البشر يا رسول اللّٰه! قال: ((أجل! أتاني الآن آتٍ من ربي فأخبرني أنه لن يصلّي عليّ أحد من أمتي إلا ردها اللّٰه عليه عشر أمثالها.))

ہمیں اسماعیل بن ابی اویس نے خبر دی (کہا:) مجھے میرے بھائی (ابوبکر عبدالحمید بن عبداللہ بن ابی اویس) نے حدیث سنائی، انھوں نے سلیمان بن بلال سے، انھوں نے عبیداللہ بن عمر (العمری المکبر) سے، انھوں نے ثابت (بن اسلم) البنانی سے (روایت کی) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ابوطلحہ (الانصاری زید بن سہل رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ اُن (صحابہ رضی اللہ عنہم) کے پاس تشریف لائے، وہ آپ (ﷺ) کے چہرے پر خوشی (کے اثرات) دیکھ رہے تھے۔ انھوں (صحابہ) نے کہا: یا رسول اللہ! ہم اب آپ کے چہرے پر خوشی دیکھ رہے ہیں! آپ (ﷺ) نے فرمایا: جی ہاں! میرے رب کی طرف سے ایک آنے والے (فرشتے)

---

[1] دو بریکٹوں [ ] کے درمیان تمام عنوانات کا اضافہ بطورِ تبویب ہماری طرف سے ہے۔

[2] اصل میں عبداللہ بن عمر ہے لیکن عبدالحق الترکمانی والے نسخے (فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ) میں عبیداللہ بن عمر ہے۔ دیکھئے ص ۹۲

نے ابھی آ کر مجھے بتایا ہے کہ میری اُمت
میں سے جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو
اللہ اسے اُس پر دس دفعہ لوٹا دے گا۔[یعنی
اُسے دس نیکیاں عطا فرمائے گا یا اس پر دس
رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے گا۔]

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔ نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ٦٦، دوسرا نسخہ ص ١٠٨)
اسے امام بیہقی (شعب الایمان: ١٥٦١، ١٥٦٢، دوسرا نسخہ: ١٤٦١) نے اسماعیل بن اسحاق القاضی سے اور ابوالقاسم الطبرانی نے اسماعیل بن ابی اویس کی سند سے مختصراً روایت کیا ہے۔
(دیکھئے المعجم الکبیر ٩٩/٥ ح ٤٧١٧، المعجم الاوسط ١٢٠/٥، ١٢١ ح ٤٢٢٨، المعجم الصغیر ٢٠٩/١ ح ٥٦٥ بترقیمی)
المعجم الکبیر میں عبیداللہ بن عمر اور المعجم الاوسط و المعجم الصغیر میں عبداللہ بن عمر لکھا ہوا ہے لیکن المعجم الاوسط میں طبرانی کے کلام میں عبیداللہ بن عمر ہے۔ الموسوعۃ الحدیثیہ کی تخریج، عبدالحق الترکمانی کے نسخے اور شعب الایمان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں عبیداللہ بن عمر راجح ہے۔ واللہ اعلم نیز دیکھئے کتاب العلل للدارقطنی (٩/٦)

اسماعیل بن ابی اویس مختلف فیہ راوی ہیں لیکن علامہ نووی نے کہا:
"... ولكن وثقه الأكثرون واحتجوا به واحتج به البخاري و مسلم في صحيحيهما " لیکن اکثر (جمہور) نے اسے ثقہ اور حجت قرار دیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے اس کی حدیث کے ساتھ حجت پکڑی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج ١٤ ص ٧٢ تحت ح ٢٠٩٤)

لہٰذا اسماعیل بن ابی اویس حسن الحدیث ہیں۔ والحمد للہ

[۲] حدثنا سليمان بن حرب قال: أنبأنا حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن سليمان مولى الحسن ابن علي عن عبد الله بن أبي طلحة عن أبيه: أن رسول الله ﷺ جاء يومًا والبشر يرى في وجهه، فقالوا: يا رسول الله! إنا نرى في وجهك بشرًا لم نكن نراه، قال: ((أجل إنه أتاني ملك فقال: يا محمد! إن ربك يقول: أما يرضيك ألا يصلي عليك أحد من أمتك إلا صليت عليه عشرًا، ولا سلّم عليك إلا سلّمت عليه عشرًا.))

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: ہمیں حماد بن سلمہ نے خبر دی، انھوں نے ثابت البنانی سے، انھوں نے حسن بن علی کے مولیٰ: سلیمان سے، انھوں نے عبداللہ بن ابی طلحہ سے، انھوں نے اپنے ابا (ابو طلحہ رضی اللہ عنہ) سے (حدیث بیان کی): ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے چہرے پر بشارت (اور خوشی) نظر آ رہی تھی، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے چہرے پر ایسی خوشی دیکھ رہے ہیں کہ پہلے کبھی نہیں دیکھی! آپ (ﷺ) نے فرمایا: جی ہاں! میرے پاس ایک فرشتہ آیا تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)[1] آپ کا رب فرماتا ہے: کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کی اُمت میں سے کوئی شخص آپ پر (ایک دفعہ) درود پڑھے تو میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماؤں اور آپ پر کوئی شخص (ایک دفعہ) سلام کہے تو میں اس پر دس دفعہ سلامتی نازل فرماؤں؟

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔

[1] یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرشتوں کا یا محمد کہہ کر پکارنا تو جائز ہے لیکن اُمتیوں کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ آپ کے ادب کا لازمی تقاضا ہے۔

اسے دارمی (۲۷۷۶، دوسرا نسخہ: ۲۸۱۵) نے سلیمان بن حرب سے، نسائی (المجتبیٰ ۳/۴۴ ح ۱۲۸۴، وص ۵۰ ح ۱۲۹۶) اور احمد (۴/۲۹، ۳۰) وغیرہما نے حماد بن سلمہ کی سند سے بیان کیا ہے۔ ابن حبان (الاحسان: ۹۱۱ یا ۹۱۵، الموارد: ۲۳۹۱) حاکم (۲/۴۲۰۔۴۲۱ ح ۳۵۷۵) اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے راوی سلیمان مولیٰ الحسن کو ابن حبان اور حاکم نے ثقہ قرار دیا ہے لہٰذا وہ مجہول نہیں بلکہ حسن الحدیث تھے۔

فائدہ امام دارقطنی نے اسی سند کو ترجیح دی ہے۔ (دیکھئے کتاب العلل ۶/۱۰ س ۹۴۳)

[۳] حدثنا إسحاق بن محمد الفروي قال: ثنا أبو طلحة الأنصاري عن أبيه عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة عن أبيه عن جده قال قال رسول الله ﷺ: ((من صلّى عليّ واحدة صلّى الله عليه عشرًا، فليكثر عبد [1] ذلك، أو ليقل .))

ہمیں اسحاق بن محمد الفروی نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ابوطلحہ الانصاری نے حدیث بیان کی، اس نے اپنے ابا سے، اُس نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، انھوں نے اپنے ابا (عبداللہ بن ابی طلحہ) سے، انھوں نے اُن (اسحاق) کے دادا (سیدنا ابو طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ) سے (روایت بیان کی) انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے، اللہ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے لہٰذا جو بندہ چاہے کثرت سے درود پڑھے یا (اُس کی مرضی ہے) تعداد میں کمی کرے۔

---

[1] اصل میں غلطی سے ''عدد'' چھپ گیا ہے جبکہ صحیح ''عبد'' ہے۔ دیکھئے نسخہ عبدالحق الترکمانی (ص ۹۷) اور شعب الایمان للبیہقی بتحقیق عبدالعلی (۳/۱۲۷ ح ۱۴۵۹)

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے بیہقی نے شعب الایمان (۱۵۵۹، دوسرا نسخہ: ۱۴۵۹) میں اسماعیل بن اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں اسحاق بن محمد الفروی (جمہور محدثین کے نزدیک) ضعیف ہے۔
ابوطلحہ الانصاری اور اس کے باپ کے حالات نہیں ملے۔ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی نے کسی عبداللہ بن حفص ابوطلحہ القاص المدینی کا ذکر بغیر جرح وتعدیل کے کیا ہے۔
دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (۳۶/۵ ت ۱۵۸)
یہ مجہول الحال ہے اور اس کا شاگرد ابوثابت محمد بن عبیداللہ المدینی مذکور ہے۔
اس روایت کو حافظ المنذری کا حسن کہنا صحیح نہیں ہے۔ نیز دیکھئے ح ۲

[٤] حدثنا عبد اللّٰه بن مسلمة قال: ثنا سلمة بن وردان قال: سمعت أنس بن مالك قال: خرج النبي ﷺ يتبرز فلم يجد أحدًا يتبعه فهرع عمر فاتبعه بمطهرة _ يعني إداوة _ فوجده ساجدًا في شربة، فتنحى عمر فجلس وراءه حتّى رفع رأسه، قال فقال: ((أحسنت يا عمر! حين وجدتني ساجدًا فتنحيت عني، إن جبريل عليه السلام أتاني فقال: من صلّى عليك واحدة صلّى اللّٰه عليه عشرًا، ورفعه عشر درجات .))

ہمیں عبداللہ بن مسلمہ (القعنبی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سلمہ بن وردان نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے سنا، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ (ایک دفعہ) قضائے حاجت کے لئے نکلے، آپ کو اپنے ساتھ (خدمت کے لئے) جانے والا کوئی بھی نہ ملا تو (سیدنا) عمر (بن الخطاب رضی اللہ عنہ) تیز چلتے ہوئے آئے، وہ اپنے ساتھ (وضو کے لئے) پانی کا برتن لائے تھے، پھر انھوں نے آپ (ﷺ) کو ایک ایسی جگہ سجدے کی حالت میں دیکھا جو گھاس والی (اور نشیبی) زمین تھی۔ عمر (رضی اللہ عنہ) دُور ہو کر

آپ کی پشت کی طرف بیٹھ گئے، حتیٰ کہ آپ نے (سجدے سے) سر اٹھایا۔
پھر آپ نے فرمایا: اے عمر! جب تُو نے مجھے سجدے میں دیکھا تو دُور ہٹ کر اچھا کیا ہے۔ بے شک جبریل علیہ السلام نے آکر مجھے بتایا: جو شخص آپ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور دس درجے بلند فرماتا ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۵/۲۱۵)
اسے امام بخاری نے اپنی دوسری کتاب: الادب المفرد (۶۴۲) میں سلمہ بن وردان کی سند سے روایت کیا ہے اور سلمہ بن وردان ضعیف راوی ہے۔
دیکھئے تقریب التہذیب (۲۵۱۴) اور سنن الترمذی (۲۸۹۵ بتحقیقی)

[۵] حدثنا يعقوب بن حميد: حدثني أنس بن عياض عن سلمة ابن وردان :حدثني مالك بن أوس ابن الحدثان عن عمر بن الخطاب قال: خرج النبي ﷺ يتبرز، فاتبعته بإداوة [من ماء][1] فوجدته

ہمیں یعقوب بن حمید (بن کاسب) نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے انس بن عیاض نے حدیث بیان کی، انھوں نے سلمہ بن وردان سے (اس نے کہا): مجھے مالک بن اوس بن الحدثان نے حدیث بیان کی، انھوں نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ)

[1] اضافہ از فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۹۹)

قد فرغ و وجدته ساجدًا للّٰه في شربة، فتنحيت عنه فلما فرغ رفع رأسه فقال: ((أحسنت يا عمر! حين تنحيت عني، إن جبريل أتاني فقال: من صلّى عليك صلاة صلّى اللّٰه عليه عشرًا، ورفعه عشر درجات .))

سے ، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ (ایک دفعہ) قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو میں پانی کا برتن لئے آپ کے پیچھے گیا ، پھر میں نے دیکھا کہ آپ (طہارت سے) فارغ ہو چکے ہیں اور آپ ایک گھاس والی نشیبی زمین پر اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہیں، میں دور چلا گیا پھر جب آپ فارغ ہوئے، سر اٹھایا تو فرمایا: اے عمر! تم نے مجھ سے دُور جا کر اچھا کیا ہے، بے شک جبریل میرے پاس آئے تو کہا: جو شخص آپ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے حدیث سابق:۴
اس کے مردود و باطل شاہد کے لئے دیکھئے مجمع الزوائد (۲/۲۸۸) اور فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص۹۹۔۱۰۰)

[٦] حدثنا عاصم بن علي قال: ثنا شعبة بن الحجاج عن عاصم بن عبيد اللّٰه [قال سمعت عبد اللّٰه] [1]

ہمیں عاصم بن علی نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں شعبہ بن الحجاج نے حدیث بیان کی، انھوں نے عاصم بن عبیداللہ سے،

[1] دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص۱۰۰)
جبکہ اصل میں غلطی سے عاصم بن عبیداللہ بن عامر بن ربیعہ چھپ گیا ہے۔

ابن عامر بن ربيعة عن أبيه قال: سمعت النبي ﷺ يقول: ((ما من عبد يصلّي عليّ إلا صلّت عليه الملائكة ما صلّى عليّ، فليقل من ذلك أو ليكثر .))

اُس نے [کہا: میں نے سنا] عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے، اُس نے اپنے ابا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو بندہ بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ درود پڑھتا رہتا ہے لہٰذا جس کی مرضی ہے وہ تھوڑا درود پڑھے اور جس کی مرضی ہے وہ زیادہ درود پڑھے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابن ماجہ (۹۰۷ بتحقیقی) اور احمد بن حنبل (۴۴۵/۳) وغیرہما نے شعبہ عن عاصم بن عبیداللہ عن عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عن ابیہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔
نیز دیکھئے مسند الطیالسی (ح ۱۱۴۲، دوسرا نسخہ: ۱۲۳۸)
عاصم بن عبیداللہ کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے مجمع الزوائد (۱۵۰/۸)
مصنف عبدالرزاق (۳۱۱۵، دوسرا نسخہ: ۳۱۲۰) اور حلیۃ الاولیاء (۱۸۰/۱) میں اس کی ضعیف متابعت بھی ہے۔ مصنف عبدالرزاق کی سند میں عبداللہ بن عمر العمری (ضعیف عن غیر نافع) ہے اور حلیہ کی سند میں عبداللہ بن عمر عن عبدالرحمٰن بن القاسم (!) ہے۔
دونوں سندوں میں عبدالرزاق مدلس ہیں اور سندیں عن سے ہیں لہٰذا یہ متابعت مردود ہے۔

[۷] حدثنا يحيى بن عبدالحميد قال: ثنا عبد العزيز بن محمد عن عمرو بن أبي عمرو [1] عن عبدالواحد بن محمد عن عبد الرحمٰن بن عوف قال: أتيت النبي ﷺ وهو ساجد فأطال السجود، قال: ((أتاني جبريل قال: من صلّى عليك صلّيت عليه، ومن سلّم عليك سلّمت عليه، فسجدت لله شكرًا .))

ہمیں یحییٰ بن عبدالحمید نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبدالعزیز بن محمد (بن عبید الدراوردی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے عمرو بن ابی عمرو سے، انھوں نے عبدالواحد بن محمد (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سجدے میں تھے، پس آپ نے لمبا سجدہ کیا (اور) فرمایا: میرے پاس جبریل نے آکر کہا: جو شخص آپ پر درود پڑھے گا تو میں اس کے لئے دعا کروں گا اور جو آپ پر سلام پڑھے گا تو میں اس کے لئے سلامتی کی دعا کروں گا۔ پھر میں نے (یہ سن کر) اللہ کے لئے سجدۂ شکر کیا۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے عبد بن حمید (۱۵۷) اور حاکم (المستدرک ۱/۵۵۰ ح ۲۰۱۹) وغیرہما نے سلیمان بن بلال سے، انھوں نے عمرو بن ابی عمرو سے، انھوں نے عاصم بن عمر بن قتادہ (من المزید فی متصل الاسانید) سے، انھوں نے عبدالواحد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن عوف سے، انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے۔ حاکم اور ذہبی دونوں نے اسے صحیح کہا ہے لیکن عبدالواحد بن

---

[1] اصل میں غلطی سے "عمرو بن ابی عمرۃ" چھپ گیا ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھئے نسخۃ الترکمانی (ص ۱۰۴)

محمد کی اپنے دادا سے ملاقات یا سماع ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔
اس تخریج وتحقیق سے معلوم ہوا کہ عبدالعزیز الدراوردی کی روایت میں عاصم بن عمر بن قتادہ (ثقہ) کا واسطہ رہ گیا ہے۔

فائدہ اسے محمد بن نصر المروزی نے تعظیم قدر الصلوٰۃ (۲۵۰/۱ ح ۲۳۷) میں صحیح سند کے ساتھ عبدالعزیز بن محمد الدراوردی سے ''أنا عمرو بن أبي عمرو عن عبد الواحد بن محمد بن عبد الرحمٰن بن عوف عن أبيه عن جده'' کی سند سے روایت کیا ہے۔اس سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن عوف مجہول الحال ہیں، جنھیں ابن حبان کے علاوہ کسی نے بھی ثقہ قرار نہیں دیا لہٰذا یہ سند بھی ضعیف ہے۔

تنبیہ مسند احمد (۱۹۱/۱ ح ۱۶۶۲، ۱۶۶۳) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے۔

[۸] حدثنا أبو ثابت قال: ثنا عبد العزيز بن أبي حازم عن العلاء بن عبد الرحمٰن عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: ((من صلّى عليّ صلّى الله عليه عشرًا.))

ہمیں ابو ثابت (محمد بن عبید اللہ بن محمد المدنی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبدالعزیز بن ابی حازم نے حدیث بیان کی، انھوں نے علاء بن عبدالرحمٰن (بن یعقوب) سے، انھوں نے اپنے ابا (عبدالرحمٰن بن یعقوب) سے، انھوں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر (ایک دفعہ) درود پڑھتا ہے تو اللہ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔
اسے امام مسلم (ترقیم فواد عبدالباقی: ۴۰۸، ترقیم دارالسلام: ۹۱۲) نے إسماعیل بن

جعفر عن العلاء عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه کی سند سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:((من صلّى عليّ واحدة صلّى الله عليه عشرًا .))

[۹] حدثنا عيسى بن ميناء قال: ثنا محمد بن جعفر عن العلاء عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: ((من صلّى عليّ واحدة صلّى الله عليه عشرًا .))

ہمیں عیسیٰ بن میناء (قالون المدنی القاری) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں محمد بن جعفر (بن ابی کثیر) نے حدیث بیان کی، انھوں نے علاء (بن عبدالرحمٰن بن یعقوب) سے، انھوں نے اپنے ابا (عبدالرحمٰن بن یعقوب) سے، انھوں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے (حدیث بیان کی کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے تو اللہ اس پر دس دفعہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

تحقیق صحیح ہے۔

اس میں قاری عیسیٰ بن میناء: قالون حسن الحدیث ہیں اور باقی سند صحیح ہے۔

نیز دیکھئے حدیث سابق: ۸

[۱۰] حدثنا علي بن عبد الله قال: ثنا زيد بن الحباب: حدثني موسى ابن عبيدة قال: أخبرني قيس بن عبد الرحمن بن أبي صعصعة عن سعد بن إبراهيم عن أبيه عن جده

ہمیں علی بن عبداللہ (بن جعفر المدینی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں زید بن الحباب نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے موسیٰ بن عبیدہ نے حدیث بیان کی، کہا: مجھے قیس بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے

عبد الرحمٰن بن عوف قال: كان لا يفارق فيْ النبي ﷺ بالليل و النهار خمسة نفر من أصحابه أو أربعة لما ينوبه من حوائجه، قال: فجئت فوجدته قد خرج فتبعته، فدخل حائطًا من حيطان الأسواق [1] فصلّى فسجد سجدة أطال فيها، فحزنت و بكيت فقلت: لأرى رسول الله ﷺ قد قبض الله روحه قال: فرفع رأسه و تراءيت له فدعاني فقال: ((مالك؟)) قلت: يارسول الله ! سجدت سجدة أطلت فيها فحزنت و بكيت، و قلت: لأرى رسول الله ﷺ قد قبض الله روحه قال: ((هذه سجدة سجدتها شكرًا لربي فيما آتاني في أمتي: من صلّى عليّ صلاة كتب الله له عشر حسنات .))

خبر دی، انھوں نے سعد بن ابراہیم (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے، انھوں نے اپنے ابا (ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے انھوں نے اُن (سعد) کے دادا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) سے (روایت بیان کی کہ) انھوں نے فرمایا: رات ہو یا دن، نبی ﷺ کے سائے سے آپ کے تین چار صحابہ جدا نہیں ہوتے تھے تاکہ آپ کی ضروریات پوری کرتے رہیں۔ انھوں (سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے کہا: پھر جب میں آیا تو دیکھا کہ آپ باہر تشریف لے گئے ہیں تو میں آپ کے پیچھے چلا، پھر آپ اسواف (مدینہ کی ایک جگہ کا نام/یا بازار) کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے تو آپ نے نماز پڑھی پھر لمبا سجدہ کیا تو مجھے پریشانی لاحق ہوئی اور میں رونے لگا، میں نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی روح کو قبض کر لیا ہے۔

(رسول اللہ ﷺ نے بعد میں آکر) فرمایا:

---

[1] عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں ''الاسواف'' ہے۔ دیکھئے ص ۱۰۶

یہ سجدۂ شکر ہے جو میں نے اپنے رب کے لئے کیا ہے کیونکہ اُس نے مجھے میری اُمت کے بارے میں یہ بات عطا فرمائی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۲۱۵/۵)

اسے ابن ابی شیبہ (المصنف ۴۸۴/۲ ح ۸۴۲۵، ۵۱۷/۲۔۵۱۸ ح ۸۷۰۷) اور ابو یعلیٰ (المسند: ۸۵۸) وغیرہما نے بھی زید بن الحباب کی سند سے روایت کیا ہے۔

موسیٰ بن عبیدہ مشہور ضعیف راوی ہے۔

نیز دیکھئے تقریب التہذیب (۶۹۸۹) اور سنن ابن ماجہ (۱۵۵۹، بتحقیقی)

[۱۱] حدثنا مسدد قال: ثنا بشر ابن المفضل قال: ثنا عبد الرحمٰن ابن إسحاق عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن أبيه عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ:
((من صلّى عليّ مرة واحدة كتب الله له عشر حسنات.))

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں بشر بن المفضل نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبدالرحمٰن بن اسحاق (المدنی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے علاء بن عبدالرحمٰن سے، انھوں نے اپنے ابا (عبدالرحمٰن بن یعقوب) سے، انھوں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے تو اللہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے۔

تحقیق اس کی سند حسن لذاتہ، صحیح لغیرہ ہے۔
اسے احمد بن حنبل (۲/۲۶۲ ح۶۵۶۱۷) ترمذی (۴۸۵، ۳۵۴۵) اور ابن حبان (الاحسان: ۹۰۵، دوسرا نسخہ: ۹۰۸ من طریق بشر بن المفضل) وغیرہم نے عبدالرحمٰن بن اسحاق المدنی کی سند سے روایت کیا ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۸

[۱۲] حدثنا عبدالرحمٰن بن واقد العطار قال: ثنا هشيم قال: ثنا العوام بن حوشب: حدثني رجل من بني أسد عن عبد الرحمٰن بن عمرو قال: من صلّى على النبي ﷺ كتب [الله [1]] له عشر حسنات، و محى عنه عشر سيئات، ورفع له عشر درجات .

ہمیں عبدالرحمٰن بن واقد العطار نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ہشیم نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عوام بن حوشب نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے بنو اسد کے ایک آدمی نے حدیث بیان کی، اس نے عبدالرحمٰن بن عمرو سے، انھوں نے کہا: جس نے نبی ﷺ پر درود پڑھا تو اللہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور دس درجے بلند فرماتا ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۷، ۱۳۸)
عبدالرحمٰن بن واقد العطار مجہول الحال ہے۔ بنو اسد کا آدمی مجہول العین ہے اور عبدالرحمٰن بن عمرو کا تعین مطلوب ہے۔

فائدہ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ (المصنف ۲/۵۱۶ ح ۸۶۹۸) نے ہشیم عن العوام: ثنا رجل من بنی اسد عن عبداللہ بن عمر کی سند سے روایت کیا ہے، اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

....

[1] کذا فی الاصل

[دعا میں درود]

[**١٣**] حدثنا علي بن عبد الله قال: ثنا سفيان عن يعقوب بن زيد بن طلحة التيمي قال قال رسول الله ﷺ: ((أتاني آتٍ من ربي فقال: ما من عبد يصلّي عليك صلاة إلا صلّى الله عليه بها عشرًا)) فقام إليه رجل فقال: يا رسول الله! أجعل نصف دعائي لك؟ قال: ((إن شئت)) قال: ألا[1] أجعل ثلثي دعائي لك؟ قال: ((إن شئت)) قال: ألا[1] أجعل دعائي لك كله؟ قال: ((إذن يكفيك الله همّ الدنيا وهمّ الآخرة .)) قال شيخ كان بمكة يقال له منيع لسفيان: عمن أسنده؟ قال: لا أدري.

ہمیں علی بن عبداللہ (بن جعفر المدینی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے حدیث بیان کی، انھوں نے یعقوب بن زید بن طلحہ التیمی سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والے نے آکر کہا: جو بندہ بھی آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو اس کے بدلے میں اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنی آدھی دعا آپ کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو! (یعنی تمھاری مرضی ہے۔) اس نے کہا: کیا میں آپ کے لئے اپنی دعا میں سے دو تہائی مقرر نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو!
اس نے کہا: کیا میں اپنی ساری دعائیں آپ کے لئے مقرر نہ کر دوں؟

---

[1] عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں "ألا" کے بجائے "لا" ہے۔ دیکھئے ص ۱۰۸

آپ نے فرمایا: تو پھر دنیا اور آخرت میں
تمھارے لئے اللہ کافی ہے۔
مکہ کے ایک منیع نامی شیخ نے سفیان (بن
عیینہ) سے پوچھا: اُس (یعقوب بن زید)
نے اس (حدیث) کی سند کس سے بیان
کی تھی؟ انھوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں
ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۲۱۵/۵)

اسے عبدالرزاق (المصنف ۲۱۵/۲ ح ۳۱۱۴) نے عن کے ساتھ سفیان بن عیینہ سے، اور عبدالوہاب بن علی السبکی (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۱۲۸/۱، بتحقیق مصطفیٰ عبدالقادر عطا) نے اسماعیل بن اسحاق القاضی کی سند سے روایت کیا ہے۔

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

اول: یہ مرسل یعنی منقطع روایت ہے۔

دوم: سفیان بن عیینہ مدلس تھے اور یہ روایت معنعن ہے لہٰذا مرسل تک مرسل بھی ثابت نہیں ہے۔ ابن عیینہ کی تدلیس کے لئے دیکھئے میری کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (ص ۴۱ ت ۲/۵۲)

تنبیہ: مصنف عبدالرزاق میں سفیان بن عیینہ کے سماع کی تصریح موجود ہے لیکن یہ سند امام عبدالرزاق بن ہمام (مدلس) کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

[١٤] حدثنا سعيد بن سلام العطار قال: ثنا سفيان يعني الثوري عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن الطفيل بن أُبي بن كعب عن أبيه قال: كان رسول الله ﷺ يخرج في ثلثي[1] الليل فيقول: ((جاءت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فيه))، و قال أُبَيّ: يا رسول الله! إني أصلّي من الليل: أفأجعل لك ثلث صلاتي؟ قال رسول الله ﷺ: ((الشطر)) قال: أفأجعل لك شطر صلاتي؟ قال رسول الله ﷺ: ((الثلثان أكثر)) قال: أفأجعل لك صلاتي كلها؟[قال]: ((إذن يغفر لك ذنبك كله .))

ہمیں سعید بن سلام العطار نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سفیان یعنی ثوری نے حدیث بیان کی، انھوں نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، اُس نے طفیل بن ابی بن کعب سے، انھوں نے اپنے ابا (ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا:
رات کے آخری پہر میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لاتے تو فرماتے: قیامت کا زلزلہ آ پہنچا، اس کے پیچھے صور کی دوسری آواز ہوگی، موت اپنے آثار کے ساتھ آ گئی ہے۔ اُبی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ! میں رات کو نماز پڑھتا ہوں تو کیا میں اپنی نماز کا ایک تہائی حصہ آپ (پر درود) کے لئے خاص کردوں؟ آپ نے فرمایا: آدھا حصہ میں نے کہا: کیا میں آپ کے لئے اپنی آدھی نماز مقرر کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوتہائی اکثر ہیں۔
انھوں نے کہا: کیا میں آپ کے لئے اپنی ساری نماز خاص کردوں؟
(تو آپ نے فرمایا): ایسا کرو گے تو اللہ تمھارے سارے گناہ معاف کردے گا۔

[1] قال اسعد سالم: ''الصواب: في ثلث الليل، كما في الأصل'' (بیان اوہام الالبانی ص١١)

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے عبدالوہاب بن علی السبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (۱/۱۲۸) میں اسماعیل بن اسحاق القاضی کی سند سے، ترمذی (۳۴۵۷) احمد بن حنبل (المسند ۵/۱۳۶) اور حاکم (۲/۵۱۳) وغیرہم نے سفیان ثوری کی سند سے روایت کیا ہے۔

سعید بن سلام العطار جمہور کے نزدیک سخت مجروح و متروک راوی ہے۔ لیکن قبیصہ بن عقبہ اور امام وکیع بن الجراح نے اُس کی متابعت کر رکھی ہے۔

یہ سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

اول: عبداللہ بن محمد بن عقیل قولِ راجح میں جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔

دوم: سفیان ثوری قولِ راجح میں طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے اور یہ روایت عن سے ہے۔

شعب الایمان (۱۵۸۰) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے۔

[نبی ﷺ پر درود نہ پڑھنے والے کے لئے وعید]

[**۱۵**] حدثنا عبد الله بن مسلمة قال: ثنا سلمة بن وردان قال: سمعت أنس بن مالك يقول: ارتقى النبي ﷺ على المنبر درجة فقال: ((آمين)) ثم ارتقى الثانية فقال: ((آمين)) ثم ارتقى الثالثة فقال: ((آمين)) ثم استوى فجلس فقال أصحابه: علا[1] ما أمّنت؟ قال:

ہمیں عبداللہ بن مسلمہ (القعنبی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سلمہ بن وردان نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا: نبی ﷺ منبر کے ایک درجے پر چڑھے تو فرمایا: آمین.

پھر دوسرے درجے (زینے) پر چڑھے تو فرمایا: آمین .

---

[1] عبدالحق الترکمانی کی نسخے میں "علی ما أمّنت؟" ہے۔ دیکھئے ص ۱۱۰

((أتاني جبريل فقال: رغم أنف امرئ ذكرتَ عنده فلم يصلّ عليك فقلت: ((آمين)) فقال: رغم أنف امرئ أدرك أبويه فلم يدخل الجنة فقلت: ((آمين)) فقال: رغم أنف امرئ أدرك رمضان فلم يغفر له فقلت: ((آمين .))

پھر تیسرے درجے پر چڑھے تو فرمایا: آمین.
پھر بلند ہو کر بیٹھ گئے۔ آپ کے صحابہ نے پوچھا: آپ نے کس لئے آمین، آمین کہی ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے تو کہا: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ (ﷺ) کا ذکر کیا جائے تو پھر وہ آپ پر درود نہ پڑھے، تو میں نے کہا: آمین، پھر اس (جبریل) نے کہا: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جو اپنے والدین کو پائے پھر وہ جنت میں داخل نہ ہو تو میں نے کہا: آمین، پھر اس (جبریل) نے کہا:
اس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے جو رمضان کا مہینہ پائے پھر اس کے گناہ نہ بخشے جائیں تو میں نے کہا: آمین۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے بزار (کشف الاستار ۴/۴۹ ح ۳۱۶۸) اور جعفر الفریابی وغیرہما نے سلمہ بن وردان کی سند سے روایت کیا ہے۔ دیکھئے جلاء الافہام (ص ٦٧)

سلمہ بن وردان ضعیف راوی تھا۔ دیکھئے حدیث سابق: ۴

اس باب میں آنے والی حدیث (١٦) صحیح ہے۔ والحمدللہ

[١٦] حدثنا مسدد قال: ثنا بشر ابن المفضل قال: ثنا عبد الرحمٰن ابن إسحاق عن سعيد المقبري عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: ((رغم أنف رجل ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ و رغم أنف رجل أدرك أبويه عند الكبر فلم يدخلاه الجنة و رغم أنف رجل دخل عليه رمضان ثم انسلخ قبل أن يغفر له .))

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں بشر بن المفضل نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبدالرحمٰن بن اسحاق (المدنی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے سعید المقبری سے، انھوں نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جو اپنے والدین کو (اُن کے) بڑھاپے میں پائے پھر وہ اسے جنت میں داخل نہ کراسکیں اور اس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آئے پھر اُس کی مغفرت سے پہلے (ہی) گزر جائے۔

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔

اسے ترمذی (٣٥٤٥) اور احمد (٢/٢٥٤) وغیرہما نے عبدالرحمٰن بن اسحاق المدنی کی سند سے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا: ''حسن غریب''

اسے ابن حبان (الاحسان: ٩٠٥) نے صحیح قرار دیا ہے اور صحیح مسلم (٢٥٥١) وغیرہ میں اُس کے شواہد بھی ہیں۔

[۱۷] حدثنا المقدّمي قال: ثنا يزيد بن زريع قال: ثنا عبد الرحمٰن ابن إسحاق بإسناده نحوه .

ہمیں (محمد بن ابی بکر) المقدمی نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں یزید بن زریع نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبدالرحمٰن بن اسحاق (المدنی) نے اسی سند کے ساتھ اس طرح کی حدیث بیان کی۔

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔
دیکھئے حدیث سابق: ۱۶، اور الصلوٰۃ علی النبی ﷺ لابن ابی عاصم (٦٥)

[۱۸] حدثنا أبو ثابت قال: ثنا عبد العزيز بن أبي حازم عن كثير ابن زيد عن الوليد بن رباح عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ رقي المنبر فقال: ((آمين، آمين، آمين))، فقيل له: يا رسول الله! ما كنتَ تصنع هذا ؟ فقال: ((قال لي جبريل: رغم أنف عبد دخل عليه رمضان لم يغفر له فقلت: آمين ثم قال: رغم أنف عبد أدرك أبويه أو أحدهما لم يدخله [1] الجنة، فقلت: آمين ثم قال: رغم أنف عبد ذكرت

ہمیں ابو ثابت (محمد بن عبید اللہ بن محمد المدنی) نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں عبدالعزیز بن ابی حازم نے حدیث بیان کی، انھوں نے کثیر بن زید سے ، انھوں نے ولید بن رباح سے انھوں نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے تو آپ نے (تین دفعہ) فرمایا: آمین، آمین، آمین .
آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس طرح (پہلے تو) نہیں کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: مجھے جبریل نے کہا: اس بندے کی ناک خاک آلود ہو

[1] شیخ البانی کے نسخے میں ''یدخلاہ '' چھپ گیا ہے۔ دیکھئے فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ تحقیق الترکمانی ص ۱۱۳

عنده فلم يصل عليك، فقلت: آمين .))

جو رمضان (کا مہینہ) پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو سکے تو میں نے کہا: آمین پھر اس (جبریل) نے کہا: اس بندے کی ناک خاک آلود ہو جو اپنے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کو پائے پھر وہ اسے جنت میں داخل نہ کرا سکے تو میں نے کہا: آمین پھر اس (جبریل) نے کہا: اس بندے کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے پھر وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو میں نے کہا: آمین .

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔ (نیز دیکھئے جلاء الافہام ص ۴۶۲)
اسے امام ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ (۱۹۲/۳ ح ۱۸۸۸) میں کثیر بن زید کی سند سے روایت کیا ہے۔

[۱۹] حدثنا محمد بن إسحاق قال: ثنا ابن أبي مريم قال: ثنا محمد بن هلال: حدثني سعد بن إسحاق بن كعب بن عجرة عن أبيه عن كعب بن عجرة قال قال رسول الله ﷺ: ((احضروا المنبر)) فحضرنا فلما ارتقى الدرجة قال: ((آمين)) ثم ارتقى الدرجة الثانية

ہمیں محمد بن اسحاق (الصاغانی) نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں (سعید بن الحکم) ابن ابی مریم نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں محمد بن ہلال (بن ابی ہلال المدنی) نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ نے حدیث بیان کی، انھوں نے اپنے ابا (اسحاق بن کعب) سے، انھوں نے کعب

فقال: ((آمين)) ثم ارتقى الدرجة الثالثة فقال: ((آمين)) فلما فرغ نزل عن المنبر قال فقلنا له: يا رسول اللّٰه! لقد سمعنا منك اليوم شيئًا ما كنا نسمعه؟ قال:
((إن جبريل عرض لي فقال: بعُد من أدرك رمضان فلم يغفر له فقلت: آمين، فلما رقيت الثانية قال: بعد من ذكرتَ عنده فلم يصلّ عليك، فقلت: آمين ، فلما رقيت الثالثة قال: بعد من أدرك أبويه الكبر أو أحدهما فلم يدخلاه الجنة، فقلت: آمين .))

بن عجرہ (رضی اللہ عنہ) سے (حدیث بیان کی) انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منبر لے آؤ'' تو ہم منبر لے آئے پھر آپ جب ایک درجے (زینے) پر چڑھے تو آمین کہی پھر دوسرے درجے پر چڑھے تو فرمایا: آمین، پھر تیسرے درجے پر چڑھے تو کہا: آمین۔ جب آپ (خطبے سے) فارغ ہوئے تو منبر سے نیچے اُتر آئے۔ ہم نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آج آپ کو ایسی چیز کہتے ہوئے سنا ہے جو اس سے پہلے ہم نہیں سنتے تھے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے تو کہا: دُور ہو جائے وہ شخص جو رمضان پائے پھر اس کی مغفرت نہ کی جائے تو میں نے کہا: آمین، پھر جب میں دوسرے زینے پر چڑھا تو جبریل نے کہا: دُور ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو پھر وہ آپ پر درود نہ پڑھے تو میں نے کہا: آمین، پھر جب میں تیسرے زینے پر چڑھا تو اس (جبریل) نے کہا: دور ہو جائے وہ شخص جو اپنے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کو پائے پھر وہ اسے جنت

میں داخل نہ کراسکیں تو میں نے کہا: آمین۔

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔ اسے حاکم (۱۵۳/۴۔۱۵۴ ح ۷۲۵۶) نے سعید بن ابی مریم کی سند سے روایت کیا ہے۔ حاکم اور ذہبی دونوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے لہٰذا اسحاق بن کعب بن مالک کو مجہول کہنا غلط اور مردود ہے۔

تنبیہ اسعد سالم کا خیال ہے کہ سعد بن اسحاق کی اسحاق بن کعب سے روایت منقطع ہے۔ دیکھئے بیان اوھام الالبانی (ص ۳۰، ۳۱)

[نبی ﷺ تک فرشتوں کا درود پہنچانا]

[۲۰] [حدثنا إسماعيل بن أبي أويس قال] [1] :حدثنا جعفر بن إبراهيم بن محمد بن علي بن عبدالله بن جعفر بن أبي طالب عمن أخبره من أهل بلده [2] عن علي بن حسين بن علي أن رجلاً كان يأتي كلّ غداة فيزور قبر النبي ﷺ و يصلّي عليه و يصنع من ذلك ما اشتهره عليه علي بن الحسين، فقال له علي بن الحسين: ما يحملك على هذا ؟ قال: أحب

[ہمیں اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی]: ہمیں جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے حدیث بیان کی ، اس نے اپنے شہر (یا اپنے اہلِ بیت) کے اس شخص سے جس نے اُسے خبر بیان کی تھی، اُس نے علی بن حسین بن علی (بن ابی طالب عرف زین العابدین) سے (روایت بیان کی) کہ ایک آدمی ہر صبح نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کرتا تھا اور آپ پر درود پڑھتا تھا اور اس میں سے وہ کچھ کرتا تھا جسے علی بن الحسین

[1] فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۱۴) اور لسان المیزان (۱۰۷/۲)

[2] عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں "من أهل بيته" ہے۔ دیکھئے ص ۱۱٦

التسليم على النبي ﷺ فقال له علي بن حسين [1] : هل لك أن أحدّثك حديثًا عن أبي؟ قال: نعم! فقال له علي بن حسين: أخبرني أبي عن جدي أنه قال قال رسول الله ﷺ: ((لا تجعلوا قبري عيدًا، و لا تجعلوا بيوتكم قبورًا، و صلّوا عليّ و سلّموا حيثما كنتم، فسيبلغني سلامكم و صلاتكم .))

نے مشہور کر دیا (یا مشاہدہ فرمایا) تو انھوں نے اس آدمی سے کہا: تم یہ کام کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا: میں نبی ﷺ پر سلام پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ تو علی بن حسین نے اُسے کہا: کیا میں تجھے اپنے ابا (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) سے ایک حدیث سناؤں؟ اس نے کہا: جی ہاں! تو علی بن حسین نے اسے کہا: مجھے میرے ابا (حسین بن علی رضی اللہ عنہ) نے خبر دی، وہ میرے دادا (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری قبر کو عید نہ بناؤ (یعنی اس پر میلہ نہ لگانا) اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اور تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھو، تمھارا صلوٰۃ وسلام مجھ تک پہنچ جائے گا۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۵/۲۲۴ تحقیق عبدالرزاق المہدی)

اسے ابن ابی شیبہ (المصنف ۲/۳۷۵ ح ۷۵۴۱) اور ابو یعلیٰ الموصلی (المسند: ۴۶۹) وغیرہما نے جعفر بن ابراہیم کی سند سے سند کے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

اول: شہر یا اہلِ بیت کا شخص مجہول العین ہے۔

---

[1] عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں "علي بن الحسين" ہے۔ دیکھئے ص ۱۱۷

دوم: جعفر بن ابراہیم بن محمد مجہول الحال ہے۔

[۲۱] حدثنا مسدد قال: ثنا يحيى عن سفيان: حدثني عبد اللّٰه بن السائب عن زاذان عن عبد اللّٰه _ هو ابن مسعود _ عن النبي ﷺ قال: ((إن للّٰه في الأرض ملائكة سياحين يبلّغوني من أمتي السلام .))

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں یحییٰ (بن سعید القطان) نے حدیث بیان کی، انھوں نے سفیان (ثوری) سے (انھوں نے کہا:) مجھے عبداللہ بن السائب نے حدیث بیان کی، زاذان (ابوعمر) سے انھوں نے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا: اللہ کے فرشتے زمین میں سیر کرتے ہیں، وہ مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے نسائی (المجتبیٰ ۳/ ۴۳ ح ۱۲۸۳: الکبریٰ/ الملائکہ من حدیث محمد بن بشار عن یحییٰ [القطان] بحوالہ تحفۃ الاشراف ۷/ ۲۱ ح ۹۲۰۴) احمد (۱/ ۴۴۱) اور ابن حبان (الاحسان: ۹۱۰ یا ۹۱۴) وغیرہم نے سفیان ثوری کی سند سے روایت کیا ہے۔

سفیان ثوری نے سماع کی تصریح کر دی ہے اور اہلِ سنت کے جلیل القدر ثقہ راوی زاذان ابوعمر الکندی پر ہر قسم کی جرح مردود ہے۔ والحمدللہ

تفصیل کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب: توضیح الاحکام (۱/ ۵۵۰-۵۵۶)

فائدہ حاکم (۲/ ۴۲۱) ذہبی اور ابن القیم (جلاء الافہام ص ۶۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

[جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنا]

[۲۲] حدثنا علي بن عبد اللّٰه قال: ثنا حسين بن علي الجعفي قال: ثنا عبد الرحمٰن بن يزيد بن جابر سمعته يذكر عن أبي الأشعث الصنعاني عن أوس بن أوس أن رسول[اللّٰه][1] ﷺ قال: ((إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة، فيه خلق آدم وفيه قبض و فيه النفخة و فيه الصعقة، فأكثروا عليّ من الصلاة[2] فإن صلاتكم معروضة عليّ .)) قالوا: يا رسول اللّٰه! كيف تعرض عليك صلاتنا و قد أرمت؟ _ يقولون: قد بليت _ قال: ((إن اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء .))

ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں حسین بن علی الجعفی نے حدیث بیان کی ، کہا : ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر (!) نے حدیث بیان کی، میں نے اسے ابوالاشعث الصنعانی (شراحیل بن آدہ) سے بیان کرتے ہوئے سنا، انھوں (ابوالاشعث) نے اوس بن اوس (رضی اللہ عنہ) سے (روایت بیان کی) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے اور اسی میں فوت ہوئے، اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں قیامت کی بے ہوشی ہے لہٰذا (اس دن) مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش ہوگا۔ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارا درود کس طرح آپ پر پیش ہوگا، حالانکہ آپ

[1] اضافہ از نسخہ الترکمانی (ص ۱۱۹)
[2] قال اسعد سالم: ''سقط من المطبوعة قوله : " فيه " و هي ثابتة في الأصل'' (بیان اوہام الالبانی ص ۱۳) یعنی قولہ: فأكثروا عليّ من الصلاة فيه ...

کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ آپ نے فرمایا:
اللہ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر
دیا ہے کہ وہ انھیں کھائے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ اسے ابو داود (۱۰۴۷، ۱۵۳۱) نسائی (۳/ ۹۱ ح ۱۳۷۶) اور ابن ماجہ (۱۰۸۵) وغیرہم نے حسین بن علی الجعفی کی سند سے نقل کیا ہے۔

اس روایت میں علتِ قادحہ یہ ہے کہ حسین الجعفی اور ابو اسامہ کا استاذ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نہیں بلکہ عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے جیسا کہ امام بخاری، ابو زرعہ الرازی، ابو حاتم الرازی اور دیگر جلیل القدر محدثین کی تحقیق سے ثابت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شرح علل الترمذی لابن رجب (۲/ ۶۷۹۔ ۶۸۴ ذکر من حدّث عن ضعیف وسماہ باسم ثقہ) اور میری کتاب: تخریج النہایۃ فی الفتن والملاحم (ح ۵۴۵ یسر اللہ لنا طبعہ)

حافظ دارقطنی، حافظ ابن القیم اور بعض علماء کا یہ کہنا کہ یہ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ہی ہے لیکن ان کی تحقیق کبار علماء کی تحقیقات کے مقابلے میں قابلِ سماعت نہیں لہٰذا یہ روایت عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فائدہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ انبیائے کرام کے اجسام مبارکہ کو، اُن کی وفات کے بعد زمین کی مٹی نہیں کھاتی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**والأرض لا تأكل الأنبياء**" اور زمین نبیوں (کے جسموں) کو نہیں کھاتی۔ الخ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/ ۲۷۔ ۲۸ ح ۳۳۸۰۸ وسندہ صحیح)

حافظ ابن حجر نے کہا: بے شک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن یہ اخروی زندگی ہے جو دنیاوی زندگی کے مشابہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(فتح الباری ج ۷ ص ۳۴۹ تحت ح ۴۰۴۲)

تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: علمی مقالات (ج ۱ ص ۱۹۔ ۲۶)

[انبیاء علیہم السلام کا جسم اقدس اور زمین]

[۲۳] حدثنا سلیمان بن حرب قال: ثنا جریر بن حازم قال: سمعت الحسن یقول قال رسول اللہ ﷺ: ((لا تأکل الأرض جسد من کلّمه روح القدس.))

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں جریر بن حازم نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے حسن (بصری) کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اس جسم کو نہیں کھاتی، جس سے روح القدس (فرشتے) نے کلام کیا ہے۔

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۵/۲۲۳)

حسن بصری رحمہ اللہ تابعی تھے اور تابعی کی رسول اللہ ﷺ سے روایت ضعیف ہوتی ہے، اِلا یہ کہ وہ متصل صحیح سند بیان کر دیں۔

دیکھئے مقدمہ صحیح مسلم (طبع دارالسلام ص۲۰، دوسرا نسخہ ج۱ص۲۲)

یہ بات صحیح اور برحق ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد مبارکہ (جسموں) کو مٹی نہیں کھاتی اور وہ محفوظ رہتے ہیں۔ دیکھئے حدیث سابق: ۲۲

[درود پہنچانے کے لئے فرشتے کا تقرر]

[۲٤] حدثنا إبراهیم بن الحجاج قال: ثنا وهیب عن أیوب قال: بلغني _ والله أعلم _ أن ملكًا موكل بكلّ من صلّی علی النبي ﷺ حتّی

ہمیں ابراہیم بن الحجاج نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں وہیب (بن خالد) نے حدیث بیان کی کہ ایوب (السختیانی) نے کہا: اور اللہ جانتا ہے، مجھے پتا چلا ہے کہ ایک فرشتہ

يبلّغه النبي ﷺ .

اس پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو شخص نبی ﷺ پر درود پڑھے تو اسے نبی ﷺ تک پہنچا دے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۲۹)

روایتِ مذکورہ کا جس شخص سے پتا چلا ہے، اُس کا اپنا کوئی اَتا پتا نہیں یعنی اس روایت کا قائل مجہول ہے لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔

[کیا نبی ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں؟]

[**۲۵**] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا حماد بن زيد قال: ثنا غالب القطان عن بكر بن عبد اللّٰه المزني: قال رسول اللّٰه ﷺ: ((حياتي خير لكم تحدثون و يحدث لكم فإذا أنا مت كانت وفاتي خيرًا لكم، تعرض عليّ أعمالكم، فإن رأيتُ خيرًا حمدت اللّٰه، وإن رأيتُ غير ذلك استغفرتُ اللّٰه لكم .))

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں حماد بن زید نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں غالب القطان نے حدیث بیان کی، انھوں نے بکر بن عبداللہ المزنی (تابعی) سے (روایت بیان کی) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری زندگی تمھارے لئے بہتر (نمونہ) ہے، تم باتیں کرتے ہو اور تم سے باتیں کی جاتی ہیں، پھر جب میں فوت ہو جاؤں گا تو میری وفات تمھارے لئے بہتر ہوگی، مجھ پر تمھارے اعمال پیش کئے جائیں گے پھر جب میں خیر دیکھوں گا تو اللہ کی حمد وثنا بیان

کروں گا اور اگر اس کے علاوہ کچھ اور
دیکھا تو اللہ سے تمھارے لئے استغفار
کروں گا۔

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
مرسل روایت کے بارے میں امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا:
''والمرسل من الروايات في أصل قولنا وقول أهل العلم بالأخبار ليس بحجة'' ہمارے اصل قول میں اور حدیث کے ماہر علماء کے قول میں مرسل روایتیں حجت نہیں ہیں۔ (مقدمہ صحیح مسلم ص۲۰ باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن ...الخ)

فائدہ مسند البزار میں عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد عن سفیان (الثوری) عن عبداللہ بن السائب عن زاذان عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک روایت کے آخر میں اسی قسم کا متن لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے الضعیفہ للالبانی (۲/۴۰۴ ح ۹۷۵)
یہ سند تین وجہ سے ضعیف ہے:
اول: سفیان ثوری مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے۔
دوم: عبدالمجید بن ابی رواد مدلس ہے اور روایت عن سے ہے۔ دیکھئے الفتح المبین (۳/۸۲)
سوم: عبدالمجید بن ابی رواد قول راجح میں جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔
دیکھئے الفتح المبین (ص ۵۵) اور تحفۃ الاقویاء (۲۴۲)

[۲۶] حدثنا الحجاج بن المنهال
قال: ثنا حماد بن سلمة عن كثير
أبي الفضل عن بكر بن عبد الله:
أن رسول الله ﷺ قال:
((حياتي خير لكم، و وفاتي لكم

ہمیں حجاج بن المنہال نے حدیث بیان کی،
کہا: ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی،
انھوں نے ابوالفضل کثیر (بن یسار) سے،
اس نے بکر بن عبداللہ (المزنی _ تابعی)
سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خیر، تحدّثون فیحدّث لکم، فإذا أنا متّ عرضت عليّ أعمالكم فإن رأيتُ خيرًا حمدت الله وإن رأيتُ شرًا استغفرت الله لكم .))

میری زندگی تمھارے لئے بہتر ہے، اور میری وفات تمھارے لئے بہتر ہے، تم باتیں کرتے ہو تو تم سے باتیں کی جاتی ہیں۔ جب میں فوت ہو جاؤں گا تو تمھارے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے، پھر جب میں (تمھارے اعمال میں سے) خیر دیکھوں گا تو اللہ کی حمد بیان کروں گا اور اگر شر دیکھوں گا تو اللہ سے تمھارے لئے استغفار کروں گا۔

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
نیز دیکھئے حدیث سابق: ۲۵

[جمعہ کا دن اور درود]

[**۲۷**] حدثنا عبد الرحمٰن بن واقد العطار قال: ثنا هشيم قال: ثنا حصين بن عبد الرحمٰن عن يزيد الرقاشي [قال] [1] : إنّ ملكًا موكل يوم الجمعة: من صلّى على النبي ﷺ يبلّغ النبي ﷺ يقول: إن فلانًا من أمتك صلّى عليك .

ہمیں عبدالرحمٰن بن واقد العطار نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ہشیم نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں حصین بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی، انھوں نے یزید (بن ابان) الرقاشی (ضعیف تابعی) سے (روایت بیان کی): ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن جو شخص نبی ﷺ پر

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۲۶)

درود پڑھتا ہے تو وہ آپ کو یہ کہتے ہوئے
پہنچا دیتا ہے کہ آپ کی امت میں سے
فلاں آدمی نے آپ پر درود پڑھا ہے۔

تحقیق ضعیف ہے۔

اسے ابن ابی شیبہ نے مصنف (۵۱۶/۲۔۵۱۷ ح ۸۶۹۹) میں ہشیم بن بشیر سے روایت کیا ہے۔ یزید بن ابان الرقاشی بذاتِ خود ضعیف راوی تھا۔
دیکھئے تقریب التہذیب (۷۶۸۳) اور سنن ابن ماجہ (۴۳۱ بتحقیقی)

[**۲۸**] حدثنا مسلم قال: ثنا مبارك عن الحسن عن النبي ﷺ قال: ((أكثروا عليّ الصلاة يوم الجمعة .))

ہمیں مسلم (بن ابراہیم الازدی الفراہیدی) نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں مبارک (بن فضالہ) نے حدیث بیان کی ، انھوں نے حسن (بصری) سے ، انھوں نے نبی ﷺ سے، آپ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ یہ روایت دووجہ سے ضعیف ہے:
اول: مبارک بن فضالہ مدلس تھے۔ دیکھئے طبقات المدلسین مع الفتح المبین (۹۳/۳) اور یہ روایت عن سے ہے۔
دوم: یہ مرسل ہے اور مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے۔
امام ابوزرعہ الرازی اور امام ابوحاتم الرازی دونوں نے فرمایا: ''**لا يحتج بالمراسيل**'' مرسل روایات کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی۔ (کتاب المراسیل لابن ابی حاتم ص ۷)

درج بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ روایت حسن بصری سے بھی ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہوتی تو بھی ضعیف و مردود تھی۔ نیز دیکھئے آنے والی حدیث: ۴۰

[۲۹] حدثنا سلم بن سليمان الضبي قال: ثنا أبو حرة عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ:
((أكثروا عليّ الصلاة يوم الجمعة، فإنها تعرض عليّ .))

ہمیں سلم بن سلیمان الضبی نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ابوحرہ (الرقاشی واصل بن عبدالرحمٰن) نے حدیث بیان کی، انھوں نے حسن (بصری) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ یہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
اسے ابن ابی شیبہ (۲/۵۱۷ ح ۸۷۰۰) نے ہشیم: أنا أبوحرہ کی سند سے روایت کیا ہے۔
اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:
اول: ابوحرہ الرقاشی مدلس تھے۔ دیکھئے الفتح المبین مع طبقات المدلسین (۳/۱۱۵)
اور یہ سند عن سے ہے۔
دوم: یہ سند مرسل یعنی منقطع ہے۔

[۳۰] حدثنا إبراهيم بن حمزة قال: ثنا عبد العزيز بن محمد عن سهيل قال: جئت أسلّم على النبي ﷺ و حسن بن حسن [1] يتعشى في بيت عند [بيت] [2] النبي ﷺ،

ہمیں ابراہیم بن حمزہ (بن محمد بن حمزہ بن مصعب بن عبداللہ بن الزبیر الزبیری) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبدالعزیز بن محمد (الدراوردی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے سہیل (بن ابی سہیل) سے،

---

[1] اصل میں "حسن بن حسین" چھپ گیا ہے، جبکہ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں "حسن بن حسن" ہے۔ (دیکھئے ص ۱۲۸) اور یہی صحیح ہے۔

[2] اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ تحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۲۶)

فدعاني فجئته فقال: ادن فتعش، قال قلت: لا أريده قال: ما لي رأيتك وقفت؟ قال: وقفت أسلّم على النبي ﷺ، قال: إذا دخلت المسجد فسلّم عليه، ثم قال إن رسول الله ﷺ قال: ((صلّوا فی بیوتکم و لا تجعلوا بيوتكم مقابر، لعن الله يهود، اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد و صلّوا عليّ فإن صلاتكم تبلغني حيثما كنتم .))

انھوں نے کہا: میں نبی ﷺ (کی قبر) پر سلام پڑھنے کے لئے آیا اور حسن بن حسن نبی ﷺ (کی قبر) کے پاس ایک گھر میں رات کا کھانا کھا رہے تھے، انھوں نے مجھے بلایا تو میں آ گیا پھر انھوں نے کہا: قریب آ کر کھانا کھاؤ۔ میں نے کہا: مجھے کھانے کی طلب نہیں ہے۔ انھوں نے کہا: میں تمھیں کھڑا ہوا کیوں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے کہا: میں نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کے لئے کھڑا ہوں، انھوں نے کہا: جب تم مسجد میں داخل ہو تو آپ پر سلام پڑھو پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، یہودیوں پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں (سجدہ گاہ) بنا لیا تھا، اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تم جہاں کہیں بھی ہو تمھارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

نیز دیکھئے مصنف عبدالرزاق (۶۷۲۶) اور الصارم المنکی (ص ۱۶۱۔۱۶۲)

اس روایت کی سند تین وجہ سے ضعیف ہے:

اول: مرسل یعنی منقطع ہے۔

دوم: حسن بن حسن کا تعین نا معلوم ہے۔

سوم: سہیل بن ابی سہیل مجہول الحال ہے۔

نیز دیکھئے التاریخ الکبیر للبخاری (۱۰۵/۴ ت۲۱۲۲)

[بخیل کون؟]

[۳۱] حدثنا إسماعيل بن أبي أويس: حدثني أخي عن سليمان بن بلال عن عمرو بن أبي عمرو عن علي بن حسين عن أبيه: أن رسول الله ﷺ قال: ((إن البخيل لمن ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ.))

ہمیں اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے میرے بھائی (ابوبکر عبدالحمید بن عبداللہ بن ابی اویس) نے حدیث بیان کی، انھوں نے سلیمان بن بلال سے، انھوں نے عمرو بن ابی عمرو سے، انھوں نے علی بن حسین سے، انھوں نے اپنے ابا (سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ شخص بخیل ہے، جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

تحقیق صحیح ہے۔

دیکھئے النکت الظراف لابن حجر (۶۶/۳ ح ۴۳۱۲)

نیز دیکھئے آنے والی حدیث (۳۲)

اگر کوئی کہے کہ اسماعیل مذکور پر " كلام يسير لا يضر " ہے تو عرض ہے کہ جی نہیں! بلکہ کلام کثیر یضر ہے۔
تفصیل کے لئے تہذیب التہذیب وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

[۳۲] حدثنا يحيى بن عبد الحميد قال: ثنا سليمان بن بلال عن عمارة بن غزية عن عبد الله بن علي بن الحسين عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ:
((البخيل من ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ .))
صلّى الله عليه وسلّم تسليمًا.
قال القاضي: اختلف يحيى الحماني و أبو بكر بن أبي أويس في إسناد هذا الحديث فرواه أبوبكر عن سليمان عن عمرو بن أبي عمرو. ورواه الحماني عن سليمان بن بلال عن عمارة بن غزية، و هذا حديث مشتهر عن عمارة بن غزية، ورواه عنه خمسة بعد سليمان بن بلال و عمرو بن الحارث .

ہمیں یحییٰ بن عبدالحمید (الحمانی) نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں سلیمان بن بلال نے حدیث بیان کی، انھوں نے عمارہ بن غزیہ سے، انھوں نے عبداللہ بن علی بن حسین سے، انھوں نے اپنے ابا (علی بن حسین) سے ، انھوں نے اُن کے دادا (سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔
صلّى الله عليه وسلّم تسليمًا
قاضی (اسماعیل بن اسحاق/ مولف ہذا الکتاب) نے کہا: اس (حدیث) کی سند میں یحییٰ الحمانی اور ابو بکر بن ابی اویس کا اختلاف ہے، ابو بکر نے اسے سلیمان (بن بلال) عن عمرو بن ابی عمرو (کی سند سے) بیان کیا اور حمانی نے اسے سلیمان بن بلال عن عمارہ بن غزیہ (کی سند) سے بیان کیا

اور یہ حدیث عمارہ بن غزیہ سے مشہور ہے۔
سلیمان بن بلال اور عمرو بن الحارث کے علاوہ اسے عمارہ بن غزیہ سے پانچ راویوں نے بیان کیا ہے۔

تحقیق حسن ہے۔ (نیز دیکھئے جلاء الافہام ص ۴۱۴)
اسے ترمذی (۳۵۴۶) نسائی (عمل الیوم واللیلۃ: ۵٦) اور احمد (۱/۲۰۱ ح ۱۷۳٦) وغیرہم نے سلیمان بن بلال، اور طبرانی (المعجم الکبیر ۳/۱۲۷۔۱۲۸ ح ۲۸۸۵) نے یحییٰ الحمانی کی سند سے بیان کیا ہے۔
ترمذی نے کہا: ''حسن غريب صحيح''
اسے ابن حبان (۲۳۸۸، الموارد) حاکم (۱/۵۴۹) اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔
ترمذی کی سند حسن لذاتہ ہے۔
یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی ضعیف و متروک راوی تھا لیکن ابو عامر العقدی وغیرہ ثقہ راویوں نے یہی حدیث سلیمان بن بلال سے بیان کی ہے لہٰذا یہاں حمانی مذکور پر جرح غیر مضر ہے۔

[۳۳] فحدثنا به أحمد بن عيسى قال: ثنا عبد الله بن وهب: أخبرني عمرو ـ وهو ابن الحارث بن يعقوب ـ عن عمارة ـ يعني ابن غزية ـ أن عبدالله بن علي بن حسين حدثه أنه سمع أباه يقول:

پس ہمیں (عمرو بن الحارث کی) یہ حدیث احمد بن عیسیٰ (بن حسان المصری) نے بیان کی، کہا: ہمیں عبداللہ بن وہب نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے عمرو نے حدیث بیان کی۔ وہ ابن الحارث بن یعقوب ہیں، انھوں نے عمارہ یعنی ابن

قال رسول الله ﷺ:

((إن البخيل من ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ .))

قال: هكذا رواه عمرو بن الحارث، أرسله عن علي بن حسين عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم .

غزیہ سے کہ عبداللہ بن علی بن حسین نے انھیں حدیث بیان کی، انھوں نے اپنے ابا (علی بن حسین بن علی) کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک وہ شخص بخیل ہے، جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(اسماعیل بن اسحاق القاضی نے) کہا: عمرو بن الحارث نے اسے علی بن الحسین عن النبی ﷺ (کی سند) سے اسی طرح مرسلاً بیان کیا ہے۔

تحقیق حسن ہے۔

نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۵۰، ۴۴۲)

اسے امام بخاری نے التاریخ الکبیر (۱۴۸/۵ ت ۴۵۲) میں مختصراً ذکر کیا ہے اور بیہقی (شعب الایمان: ۱۵۶۵، دوسرا نسخہ: ۱۴۶۴) نے أحمد بن عمرو : ثنا ابن وهب عن عمرو عن عمارة بن غزية عن عبد الله بن علی بن الحسين أنه سمع أبا هريرة يقول ... الخ کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے لیکن سنن ترمذی (۳۵۴۶) وغیرہ کی روایت کے ساتھ یہ حسن ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۳۲

[٣٤] قال القاضي: و ثنا به إبراهيم بن حمزة قال : ثنا عبد العزيز_ يعني ابن محمد الدراوردي_ عن عمارة_ وهو ابن غزية_ عن عبد الله بن [علي بن] ❶ حسين قال قال علي بن أبي طالب: قال رسول الله ﷺ:

((إن البخيل الذي إذا ذكرت عنده لم يصل علي .)) ﷺ

هكذا رواه الدراوردي، أرسله عن عبد الله بن علي بن حسين عن علي رضي الله عنه .

قاضی (اسماعیل بن اسحاق/ صاحبِ کتاب) نے کہا: اور ہمیں ابراہیم بن حمزہ نے یہ حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں عبدالعزیز یعنی ابن محمد الدراوردی نے حدیث بیان کی، انھوں نے عمارہ بن غزیہ سے،انھوں نے عبداللہ بن (علی بن) حسین سے، انھوں نے (سیدنا) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم .

دراوردی نے اسے عبداللہ بن علی بن حسین عن علی رضی اللہ عنہ (کی سند) سے اسی طرح مرسلاً (یعنی منقطعاً) روایت کیا ہے۔

تحقیق حسن ہے۔

اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دوسری سندوں کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔ دیکھئے حدیث سابق:٣٢

❶ اضافہ از نسخہ فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ تحقیق عبدالحق الترکمانی (ص١٣٢)

[۳۵] و حدثنا به إسحاق بن محمد الفروي قال: ثنا إسماعيل ابن جعفر عن عمارة بن غزية أنه سمع عبد الله بن علي بن حسين يحدث عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال:
((إن البخيل من ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ .)) ﷺ

اور ہمیں اسحاق بن محمد الفروی نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں اسماعیل بن جعفر نے حدیث بیان کی، انھوں نے عمارہ بن غزیہ سے، انھوں نے عبداللہ بن علی بن حسین کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انھوں نے اپنے ابا (علی بن حسین) سے، انھوں نے اُن کے دادا (سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بے شک وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ صلّى الله عليه وسلّم

تحقیق حسن ہے۔
اس کی سند اسحاق بن محمد الفروی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دوسری اسانید کی وجہ سے یہ حسن ہے۔ دیکھئے حدیث سابق:۳۲

[۳۶] حدثنا به علي بن عبد الله ابن جعفر بن نجيح قال قال أبي: ثنا عمارة ابن غزية أنه سمع عبد الله ابن علي بن حسين يحدث عن أبيه عن جده عن رسول الله ﷺ بمثله.
قال القاضي: وصل عبد الله بن جعفر إسناده كما: ثنا به الفروي

ہمیں یہ حدیث علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح نے بیان کی ، کہا: میرے ابا (عبداللہ بن جعفر بن نجیح) نے کہا: ہمیں عمارہ بن غزیہ نے حدیث بیان کی، انھوں نے عبداللہ بن علی بن الحسین کو اپنے ابا (علی بن حسین) سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، انھوں نے اُن کے دادا (سیدنا حسین

عن إسماعيل بن جعفر و كما ثنا به الحماني عن سليمان بن بلال .

بن علی رضی اللہ عنہ) سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی حدیث بیان کی۔
قاضی (اسماعیل بن اسحاق) نے کہا: جس طرح ہمیں (اسحاق بن محمد) الفروی نے اسماعیل بن جعفر سے اور (یحییٰ بن عبدالحمید) الحمانی نے سلیمان بن بلال سے حدیث بیان کی، اسی طرح عبداللہ بن جعفر نے موصولاً بیان کی۔

تحقیق حسن ہے۔

اس کی سند عبداللہ بن جعفر بن نجیح کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن یہ حدیث دوسری سندوں کی وجہ سے حسن ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۳۲

[**۳۷**] حدثنا حجاج بن المنهال قال: ثنا حماد بن سلمة عن معبد ابن هلال العنزي قال: حدثني رجل من أهل دمشق عن عوف بن مالك عن أبي ذر أن رسول اللّٰه ﷺ قال: ((إن أبخل الناس من ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ .)) ﷺ

ہمیں حجاج بن منہال نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی، انھوں نے معبد بن ہلال العنزی سے، کہا: مجھے اہلِ دمشق میں سے ایک آدمی نے حدیث بیان کی، اُس نے عوف بن مالک (الاشجعی رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے (سیدنا) ابوذر (الغفاری رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ

پڑھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۲۰) اور تفسیر ابن کثیر (۴۵۹/۶، الاحزاب: ۵۶، دوسرا نسخہ ۲۱۸/۵)

اہلِ دمشق کا آدمی مجہول ہے۔

ابن ابی عاصم کی کتاب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں اس کا ایک ضعیف و مردود شاہد بھی ہے، جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

فائدہ امام اسماعیل بن اسحاق القاضی کی روایت کردہ درج بالا حدیث کو امام اسحاق بن راہویہ اور حارث بن محمد بن ابی اسامہ نے مختلف الفاظ و مفہوم کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دیکھئے المطالب العالیہ (۳۳۳۹)

[۳۸] حدثنا سلیمان بن حرب قال: ثنا جریر بن حازم قال: سمعت الحسن یقول قال رسول الله ﷺ: ((بحسب امرئ من [1] البخل أن أذکر عنده فلا یصلّي عليّ .))

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں جریر بن حازم نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے حسن (بصری) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے بخیل ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ میرا ذکر اُس کے پاس کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے جلاء الافہام ص ۱۳۰)

مرسل و منقطع کے مردود ہونے کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۲۵، ۲۸

---

[1] اصل میں ''فی البخل'' ہے، جبکہ عبدالحق الترکمانی والے نسخے میں ''من البخل'' ہے۔ (دیکھئے ص ۱۳۵) اور اسے ہی اصل میں اختیار کیا گیا ہے۔

[۳۹] حدثنا سلم بن سليمان الضبي قال: ثنا أبو حرة عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ:
((كفى به شحًا أن يذكرني قوم فلا يصلّون عليّ .)) ﷺ

ہمیں سلم بن سلیمان الضبی نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ابوحرہ (واصل بن عبدالرحمٰن الرقاشی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے حسن (بصری) سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے کنجوس ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ کچھ لوگ میرا ذکر کریں تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابوبکر ابن ابی شیبہ (المصنف ۵۱۷/۲ ح ۸۷۰۱) نے ہشیم: أنا أبوحرة عن الحسن کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس روایت کی سند میں ابوحرہ الرقاشی مدلس ہیں۔ دیکھئے حدیث سابق: ۲۹

لیکن روایتِ سابقہ (۳۸) میں جریر بن حازم نے اُن کی متابعت کر رکھی ہے لہٰذا اس میں بھی وجہِ ضعف صرف ارسال ہے۔

[۴۰] حدثنا عارم قال: ثنا جرير ابن حازم عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ: ((أكثروا عليّ من الصلاة يوم الجمعة .))

ہمیں (ابوالنعمان محمد بن الفضل السدوسی) عارم نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں جریر بن حازم نے حدیث بیان کی، انھوں نے حسن (بصری) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

نیز دیکھئے حدیث سابق:۲۸

محمد بن الفضل السدوسی رحمہ اللہ پر اختلاط کی جرح مردود ہے، کیونکہ انھوں نے اختلاط کے بعد کوئی (منکر) حدیث بیان نہیں کی تھی۔ (دیکھئے الکاشف للذہبی ۳/۷۹ ت ۵۱۹۷)

[جو درود پڑھنا بھولا وہ جنت کا راستہ بھول گیا]

[٤١] حدثنا إسماعيل بن أبي أويس قال: ثنا سليمان بن بلال عن جعفر عن أبيه أن النبي ﷺ قال: ((من ينسى ❶ الصلاة عليّ خطىء أبواب الجنة.))

ہمیں اسماعیل بن ابی اویس نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سلیمان بن بلال نے حدیث بیان کی، انھوں نے جعفر (بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب) سے، انھوں نے اپنے ابا (محمد بن علی الباقر) سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مجھ پر درود بھیجنا بھلا دیا تو اس نے جنت کا راستہ خطا کر دیا/یعنی وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابن ابی شیبہ (۱۱/۵۰۷ ح ۳۱۷۸۴) نے حفص بن غیاث عن جعفر عن أبیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۱) اور تفسیر ابن کثیر (۲۱۹/۵)

اس روایت میں وجۂ ضعف ارسال یعنی مرسل و منقطع ہونا ہے۔ اس روایت کی دوسری ضعیف سندوں کے لئے دیکھئے سنن ابن ماجہ (۹۰۸ بتحقیقی) اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۲۸۶/۹) وغیرہما

....

❶ قال اسعد سالم: ''كذا فى المطبوعة والصواب: من نسي الصلاة عليّ، كما فى الأصل'' (بیان اوہام الالبانی ص ۱۳)

[٤٢/١] حدثنا علي بن عبد الله قال: ثنا سفيان قال: قال عمرو عن محمد بن علي بن حسين قال قال رسول الله ﷺ:
((من ينسى الصلاة [عليّ] خطيء طريق الجنة .))

ہمیں علی بن عبداللہ (بن جعفر المدینی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے حدیث بیان کی، کہا: عمرو (بن دینار) نے محمد بن علی بن حسین سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر درود پڑھنا بھلا دیا، اُس نے جنت کا راستہ خطا کر دیا۔

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۱) اور حدیث سابق: ۴۱

[٤٢/٢] قال سفيان: قال رجل بعد عمرو: سمعت محمد بن علي يقول: قال رسول الله ﷺ:
((من ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ خطيء طريق الجنة .))
ثم سمى سفيان الرجل فقال: هو بسام _ وهو الصيرفي .

سفیان (بن عیینہ) نے کہا: عمرو (بن دینار) کے علاوہ دوسرے آدمی نے کہا: میں نے محمد بن علی (بن حسین) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اُس نے مجھ پر درود نہ پڑھا تو اس نے جنت کا راستہ بھلا دیا۔
پھر سفیان نے اس آدمی کا نام بتایا کہ وہ بسام الصیرفی ہیں۔

تحقیق اس کی سند مرسل یعنی منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۱) اور حدیث سابق: ۴۱

[٤٣] حدثنا سليمان بن حرب وعارم قالا: ثنا حماد بن زيد عن عمرو عن محمد بن علي قال قال رسول اللّٰه ﷺ: ((من نسي الصلاة عليّ خطىء طريق الجنة.))

ہمیں سلیمان بن حرب اور عارم (محمد بن الفضل السدوسی ابو النعمان) نے حدیث بیان کی، دونوں نے کہا: ہمیں حماد بن زید نے حدیث بیان کی، انھوں نے عمرو (بن دینار) سے، انھوں نے محمد بن علی (بن الحسین الباقر) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس نے مجھ پر درود پڑھنا بھلا دیا تو اس نے جنت کا راستہ خطا کر دیا۔

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۱) اور حدیث سابق: ۴۱

[٤٤] حدثنا إبراهيم بن حجاج قال: ثنا وهيب عن جعفر بن محمد عن أبيه أن النبي ﷺ قال: ((من ذكرت عنده فلم يصلّ [عليّ] [1] فقد خطىء طريق الجنة.))

ہمیں ابراہیم بن الحجاج (بن زید السامی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں وہیب (بن خالد) نے حدیث بیان کی، انھوں نے جعفر بن محمد (بن علی بن الحسین) سے، انھوں نے اپنے ابا (محمد بن علی الباقر) سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا تو اس نے جنت کا راستہ بھلا دیا۔

[1] عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں بریکٹوں کے بغیر، اصل متن میں ''علیّ'' لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص ۱۴۱

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اسے امام بیہقی (شعب الایمان: ۱۵۷۳، دوسرا نسخہ: ۱۴۷۲) نے وہیب بن خالد عن جعفر عن أبیہ کی سند سے روایت کر کے کہا: ''هذا مرسل...''۔

نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۱) اور حدیث سابق: ۴۱

[تمام انبیاء علیہم السلام پر درود پڑھنا]

[٤٥] حدثنا محمد بن أبي بكر المقدّمي قال: ثنا عمر بن هارون عن موسى بن عبيدة عن محمد بن ثابت عن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال: ((صلّوا على أنبياء الله و رسله فإن الله بعثهم كما بعثني .)) صلّى الله عليه وسلّم و عليهم السلام .

ہمیں محمد بن ابی بکر المقدمی نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عمر بن ہارون (البلخی) نے حدیث بیان کی، اس نے موسیٰ بن عبیدہ سے، اس نے محمد بن ثابت سے، اس نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے (روایت بیان کی) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نبیوں اور رسولوں پر درود پڑھو کیونکہ انھیں بھی اللہ نے بھیجا تھا، جیسے مجھے بھیجا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم السلام

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

دیکھئے جلاء الافہام (ص ۴۶۲)

عمر بن ہارون بن یزید البلخی کے بارے میں حافظ ابن حجر العسقلانی نے بطورِ خلاصہ لکھا ہے:

''متروك و كان حافظًا'' متروک ہے اور وہ حافظ تھا۔ (تقریب التہذیب: ۴۹۷۹)

اگر حافظ راوی ضعیف و متروک ہو تو یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ سخت ضعیف اور ساقط

العدالت راوی ہے۔ نیز دیکھئے سنن الترمذی (۲۷۶۲ بتحقیقی)

یاد رہے کہ عمر بن ہارون اس روایت میں منفرد نہیں تھا بلکہ ابو اسامہ (مسند ابن ابی عمر بحوالہ المطالب العالیہ: ۱/۳۳۵۰) اور ابو سعید مولیٰ بنی ہاشم (مسند احمد بن منیع بحوالہ المطالب العالیہ: ۲/۳۳۵۰) وغیرہما (مثلاً دیکھئے شعب الایمان للبیہقی: ۱۳۰) نے اسے موسیٰ بن عبیدہ الربذی سے بیان کیا تھا۔

موسیٰ بن عبیدہ ضعیف تھا اور محمد بن ثابت مجہول الحال ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس روایت کو ''بسند ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(دیکھئے فتح الباری ۱۱/۱۶۹ تحت ح ۶۳۵۹)

اس روایت کے ضعیف و مردود شواہد کے لئے دیکھئے جلاء الافہام (ص ۴۶۲) اور انیس الساری (۱/۳۹۷۔۳۹۹ ح ۲۶۰)

فائدہ

اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں پر درود پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

مثلاً دیکھئے صحیح مسلم (ج ۲ ص ۳۹۲ ح ۲۸۹۷، ترقیم دار السلام: ۸۔۲۷)

[درود حصولِ پاکیزگی کا ذریعہ ہے]

[٤٦] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا سعيد بن زيد عن ليث عن كعب عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ: ((صلّوا عليّ فإن صلاتكم عليّ زكاة لكم)) قال: ((وسلوا الله لي الوسيلة))_

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سعید بن زید نے حدیث بیان کی، اس نے لیث (بن ابی سلیم) سے، اس نے کعب (المدنی) سے، اس نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود

قال: فإما حدثنا و إما سألناه ؟_
قـال:((الوسيلة أعلى درجة في الجنة، لا ينالها إلا رجل و أرجو أن أكون أنا ذلك الرجل .))

پڑھو کیونکہ کہ تمھارا مجھ پر درود پڑھنا تمھارے لئے پاکی ہے، فرمایا: اور اللہ سے میرے لئے الوسیلہ مانگو۔
کہا: یا آپ نے ہمیں بتایا یا ہم نے آپ سے پوچھا (تو) آپ نے فرمایا: الوسیلہ جنت کا اعلیٰ مقام ہے جو صرف ایک آدمی کو ہی ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ آدمی میں ہوں گا۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ترمذی (۳۶۱۲) اور احمد (۲۶۵/۲ ح ۷۵۹۸، ۳۶۵/۲ ح ۸۷۷۰) وغیرہما نے لیث بن ابی سلیم کی سند سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے اور کعب معروف نہیں ہے... الخ (ص ۸۲۲)

لیث بن ابی سلیم جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی تھا اور کعب مجہول ہے لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

فائدہ سنن ترمذی والی روایت کے متن میں کچھ اختلاف ہے اور وہ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ مثلاً دیکھئے صحیح مسلم (۳۸۴)

[٤٧] حدثنا محمد بن أبي بكر قال: ثنا معتمر عن ليث عن كعب عن النبي ﷺ قال: ((صلّوا عليّ فإن صلاتكم عليّ زكاة لكم وسلوا الله لي الوسيلة)) فأما أن

ہمیں محمد بن ابی بکر (المقدمی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں معتمر (بن سلیمان) نے حدیث بیان کی، انھوں نے لیث (بن ابی سلیم) سے، اس نے کعب (المدنی) سے، اس نے نبی ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا:

يكونوا سألوه وإما أن يكون أخبرهم، قال:((إنها أعلى درجة في الجنة، لا ينالها إلا رجل واحد و أرجو أن أكون أنا هو .))

مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمھارا مجھ پر درود پڑھنا تمھارے لئے پاکی ہے، اور اللہ سے میرے لئے الوسیلہ مانگو۔
تو لوگوں نے آپ سے پوچھا یا آپ نے خود بتادیا کہ یہ (الوسيلة) جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے جو کہ صرف ایک آدمی کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
مسند ابن ابی شیبہ بحوالہ جلاء الافہام (ص ۴۹)
نیز دیکھئے حدیث سابق: ۴۶

[نبی ﷺ کے لئے ''مقامِ وسیلہ'' مانگنے کی فضیلت]

[**٤٨**] حدثنا محمد بن أبي بكر قال: ثنا الضحاك بن مخلد قال: ثنا موسى بن عبيدة: أخبرني محمد بن عمرو بن عطاء عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ:((سلوا الله لي الوسيلة، لا يسألها لي مسلم أو مؤمن إلا كنت له شهيدًا أو شفيعًا، أو شفيعًا أو شهيدًا .))

ہمیں محمد بن ابی بکر (المقدمی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ضحاک بن مخلد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں موسیٰ بن عبیدہ نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے محمد بن عمرو بن عطاء نے خبر دی، انھوں نے (عبداللہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے میرے لئے الوسیلہ مانگو، جو مسلمان یا مومن یہ

(میرے لئے) مانگتا ہے تو میں اس پر گواہ یا سفارشی ہوں گا یا (آپ نے فرمایا:) تو میں اس کا سفارشی یا اس پر گواہ ہوں گا۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے جلاء الافہام ص ۴۹)

اسے ابن ابی شیبہ (المصنف ۱۰/۳۵۳ ح ۲۹۵۸۱) نے موسیٰ بن عبیدہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ کے ضعف کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۴۵

فائدہ صحیح مسلم (۳۸۴) کی حدیث اس روایت سے غنی (بے نیاز) کر دیتی ہے، جس میں آیا ہے کہ جب تم موذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے پھر میرے لئے الوسیلہ (مقام) مانگو، بے شک یہ جنت کا ایک مقام (محل) ہے جو صرف اللہ کے ایک بندے کو ہی ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں لہٰذا جس نے میرے لئے الوسیلہ کا سوال کیا تو میری شفاعت (سفارش) اس کے لئے حلال ہوگئی۔

[یعنی میں اس کے لئے سفارش کروں گا۔ ان شاء اللہ]

[۴۹] حدثنا إسحاق بن محمد الفروي قال: ثنا إسماعيل بن جعفر عن عمارة ـ وهو ابن غزية ـ عن موسى بن وردان أنه سمع أبا سعيد الخدري يقول قال رسول [الله] ❶ ﷺ:

ہمیں اسحاق بن محمد الفروی نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں اسماعیل بن جعفر نے حدیث بیان کی، انھوں نے عمارہ بن غزیہ سے، انھوں نے موسیٰ بن وردان سے، انھوں نے ابو سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ اضافہ از نسخہ فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبد الحق الترکمانی (ص ۱۴۶)

((إن الوسيلة درجة عند الله ليس فوقها درجة، فسلوا الله أن يؤتيني الوسيلة علٰى خلقه .))

بے شک اللہ کے پاس الوسیلہ ایسا مقام ہے کہ اس سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے لہٰذا اللہ سے دعا کرو کہ اپنی مخلوق میں سے وہ مجھے یہ الوسیلہ دے دے۔

تحقیق حسن ہے۔ (نیز دیکھئے جلاء الافہام ص ۴۸)

اس روایت کی سند میں اسحاق الفروی ضعیف ہے لیکن محمد بن جہضم بن عبداللہ البصری نے اس کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔ دیکھئے المعجم الاوسط للطبرانی (۲/ ۲۷۷۔۲۷۸ ح ۱۴۸۹، وسندہ حسن، احمد بن محمد بن عبداللہ بن صدقۃ البغدادی ثقہ مشہور و باقی السند حسن لذاتہ)

اس حدیث کے دیگر شواہد کے لئے دیکھئے مسند احمد (۳/ ۸۳) اور الموسوعۃ الحدیثیۃ (۱۸/ ۳۰۶۔۳۰۷)

[۵۰] حدثنا محمد بن أبي بكر قال: ثنا عمر بن علي عن أبي بكر الجشمي عن صفوان بن سليم عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ: ((من صلّى عليّ أو سأل لي الوسيلة، حقت عليه شفاعتي يوم القيامة .))

ہمیں محمد بن ابی بکر (المقدمی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عمر بن علی (المقدمی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے ابو بکر الجشمی (عیسیٰ بن طہمان) سے، انھوں نے صفوان بن سلیم سے، انھوں نے عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے مجھ پر درود پڑھا یا میرے لئے الوسیلہ (کا مقام) مانگا، اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت لازمی ہو گئی۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۲)
اس روایت میں دو علتیں ہیں:
اول: عمر بن علی المقدمی مدلس تھے۔ (دیکھئے طبقات المدلسین ۱۲۳/۴)
دوم: صفوان بن سلیم کی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات معلوم نہیں ہے اور سیدنا عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت کا تذکرہ تہذیب الکمال میں موجود ہے۔ واللہ اعلم

اس روایت سے بے نیازی کے لئے دیکھئے صحیح مسلم (۳۸۴) اور حدیث سابق: ۴۸ کی تخریج۔

فائدہ حافظ ابن القیم نے روایتِ مذکورہ بالا کو "الباب الثاني: في المراسیل والموقوفات" میں ذکر کیا ہے۔ (جلاء الافہام ص ۱۳۲)
اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ روایت منقطع و مرسل ہے۔

[۵۱] حدثنا محمد قال: ثنا عبد الله ابن جعفر: أخبرني عبد الرحمٰن ابن محمد بن عبدٍ القاري عن عون ابن عبد الله أن النبي ﷺ قال: ((إن في الجنة مجلسًا لم يعطه أحد قبلي و أنا أرجو أن أعطاه، فسلوا الله الوسيلة .))

ہمیں محمد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبداللہ بن جعفر نے حدیث بیان کی (کہا:) مجھے عبدالرحمٰن بن (عبداللہ بن) عبدٍ القاری نے خبر دی، انھوں نے عون بن عبداللہ (بن عتبہ بن مسعود الہذلی رحمہ اللہ) سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو بھی نہیں دیا گیا اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھے ہی ملے گا لہٰذا اللہ سے (میرے

لئے) الوسیلہ کا سوال کرو۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اس کی سند کئی وجہ سے ضعیف ہے۔ مثلاً

اول: سند مرسل ہے۔

دوم: عبداللہ بن جعفر کا تعین معلوم نہیں ہے۔

سوم: محمد نامی راوی کا تعین معلوم نہیں ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد محمد بن ابی بکر المقدمی ہو۔ واللہ اعلم

[۵۲] حدثنا علي بن عبد الله قال: ثنا سفيان: حدثني معمر عن [ابن][1] طاوس عن أبيه قال: سمعت ابن عباس يقول: اللهم تقبّل شفاعة محمد الكبرى وارفع درجته العليا و أعطه سؤله في الآخرة والأولىٰ، كما آتيت إبراهيم و موسى. (عليهم [الصلاة و][1] السلام)

ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے حدیث بیان کی، (کہا:) مجھے معمر (بن راشد) نے حدیث بیان کی، انھوں نے (عبداللہ بن) طاؤس سے، انھوں نے اپنے ابا (طاؤس) سے، انھوں نے کہا: میں نے (عبداللہ) بن عباس (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعتِ کبریٰ قبول فرما اور آپ کا درجہ بلند فرما اور آپ کو دنیا اور آخرت میں دعا (شفاعت) عطا فرما جس

---

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۴۹)

تنبیہ: اصل میں غلطی سے "معمر عن طاوس عن أبيه" الخ چھپ گیا ہے، جس کی اصلاح جلاء الافہام وغیرہ سے کر دی گئی ہے۔

طرح تو نے ابراہیم اور موسیٰ (علیہم السلام) کو عطا فرمایا تھا۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے عبدالرزاق (المصنف ۲/۲۱۱ ح ۳۱۰۴) نے عن معمر عن ابن طاوس عن ابیہ عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے۔ (نیز دیکھئے جلاء الافہام ص ۱۳۸، اور تفسیر ابن کثیر ۵/۲۲۱)

[**۵۳**] حدثنا يحيى قال: ثنا زيد ابن حباب: أخبرني ابن لهيعة: حدثني بكر بن سوادة المعافري عن زياد بن نعيم الحضرمي عن ابن شريح قال: حدثني رويفع الأنصاري أنه سمع النبي ﷺ يقول: ((من قال اللهم صلّ علىٰ محمد، و أنزله المقعد المقرّب منك يوم القيامة، وجبت له الشفاعة .))

ہمیں یحییٰ [1] نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں زید بن حباب نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے (عبداللہ) ابن لہیعہ نے خبر دی (کہا): مجھے بکر بن سوادہ العافری نے حدیث بیان کی، انھوں نے زیاد بن (ربیعہ بن) نعیم الحضرمی سے، انھوں نے (وفاء) ابن شریح (الحضرمی) سے، انھوں نے کہا: مجھے رویفع (بن ثابت) الانصاری (رضی اللہ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے "اللهم صلّ علىٰ محمد و أنزله المقعد المقرب منك يوم القيامة" [اے اللہ! محمد پر درود بھیج اور قیامت کے دن آپ کو اپنے قریب مجلس

[1] ممکن ہے کہ یحییٰ سے مراد یہاں یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی (ضعیف، ساقط العدالہ) ہو۔ واللہ اعلم

عطا فرما] کہا، اُس کے لئے شفاعت
واجب ہوگئی۔

تحقیق: اس کی سند ضعیف ہے۔
اسے احمد بن حنبل (۱۰۸/۴ ح ۱۶۹۹۱) اور طبرانی (المعجم الکبیر ۲۵/۵ ح ۴۴۸) وغیرہما نے ابن لہیعہ کی سند سے روایت کیا ہے۔
دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی (۴۳۹/۱۱ ح ۵۱۴۲)
اس روایت میں وجہِ ضعف دو ہیں:
اول: ابن لہیعہ اختلاط کی وجہ سے ضعیف تھے اور یہ روایت قبل از اختلاط ثابت نہیں ہے۔
دوم: وفاء بن شریح مجہول الحال تھا، اُس کی توثیق صرف ابن حبان نے کی ہے۔
فائدہ: امام طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ ابن لہیعہ (کے اختلاط سے پہلے والی روایت کی سند سے نقل کیا ہے کہ " حدثني ابن هبيرة عن زياد بن نعيم عن وفاء بن شريح عن رويفع بن ثابت أن النبي ﷺ قال: من قال: اللّٰهم صلّ علٰى محمد و أنزله المقعد المقرب عندك يوم القيامة ، شفعت له "
اس کی سند وفاء بن شریح کے علاوہ حسن ہے لہٰذا وجہِ ضعف صرف وفاء بن شریح کا مجہول الحال ہونا ہی ہے۔ واللہ اعلم

[موجبِ حسرت مجالس]

[٥٤] حدثنا محمد بن كثير قال: ثنا سفيان بن سعيد عن صالح مولَى التوأمة عن أبي هريرة قال قال

ہمیں محمد بن کثیر [1] نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سفیان بن سعید (الثوری) نے حدیث بیان کی، انھوں نے صالح مولیٰ

....

[1] ہوسکتا ہے کہ ان سے مراد العبدی البصری ہو۔ واللہ اعلم

رسول اللّٰه ﷺ:((ما جلس قوم مجلسًا لم يذكروا اللّٰه ولم يصلّوا علٰى نبيهم(ﷺ) إلا كان مجلسهم عليهم ترة يوم القيامة، إن شاء عفا عنهم و إن شاء أخذهم .))

التوأمہ سے انھوں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ جس مجلس میں بیٹھتے ہیں، اگر اُس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور اپنے نبی (ﷺ) پر درود نہیں پڑھتے تو اُن کی مجلس قیامت کے دن اُن کے لئے (باعثِ) حسرت ہو گی، اگر (اللہ نے) چاہا تو انھیں معاف کر دے گا اور اگر چاہا تو پکڑ لے گا۔

تحقیق حسن حدیث ہے۔

اسے ترمذی (۳۳۸۰) احمد بن حنبل (۲/ ۴۴۶، ۴۸۱، ۴۸۴) اور بیہقی (السنن الکبریٰ ۳/ ۲۱۰) وغیرہم نے سفیان ثوری کی سند سے روایت کیا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ امامت وجلالت کے باوجود مشہور مدلس ہیں اور یہ روایت معنعن ہے لیکن اُن کے علاوہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب المدنی رحمہ اللہ نے یہی روایت ''إلا كان عليهم ترة '' تک بیان کی ہے۔ (مسند احمد ۲/ ۴۵۳ وسندہ حسن)

اس روایت کے دیگر شواہد کے لئے دیکھئے میری کتاب: تخریج سنن الترمذی (۳۳۸۰)

امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

تنبیہ اس روایت میں ''إن شاء عفا عنهم و إن شاء أخذهم '' کے الفاظ محلِ نظر ہیں۔ واللہ اعلم

[۵۵] حدثنا عاصم بن علي وحفص بن عمر وسليمان بن حرب قالوا: ثنا شعبة عن سليمان

ہمیں عاصم بن علی، حفص بن عمر (بن الحارث الحوضی) اور سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: ہمیں شعبہ

عن ذكوان عن أبي سعيد قال: ما من قوم يقعدون ثم يقومون ولا يصلّون على النبي ﷺ إلا كان عليهم يوم القيامة حسرة و إن دخلوا الجنة للثواب.

و هذا لفظ الحوضي.

(بن الحجاج) نے حدیث بیان کی، انھوں نے سلیمان (الاعمش) سے، انھوں نے ذکوان (ابو صالح) سے، انھوں نے ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے کہا: جو لوگ بھی (کسی مجلس میں) بیٹھتے ہیں پھر اُٹھتے ہیں اور نبی ﷺ پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن اُن پر حسرت (چھائی) ہوگی، اگرچہ ثواب کے لئے وہ جنت میں داخل ہو جائیں۔ یہ الفاظ الحوضی کے ہیں (جو اوپر لکھے گئے ہیں۔)

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے حاکم (۴۹۲/۱ ح ۱۸۱۰) نے دوسری سند کے ساتھ الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے۔

نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۹) تفسیر ابن کثیر (۲۱۹/۵-۲۲۰ بتحقیق عبدالرزاق المہدی) اور مسند علی بن الجعد (ح ۷۶۱، دوسرا نسخہ: ۷۳۹)

فائدہ یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے۔ دیکھئے مسند احمد (۴۶۳/۲ وسندہ صحیح) مرفوع کو حافظ ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے الاحسان (۵۹۰، ۵۹۱)

ہمارے نزدیک موقوف اور مرفوع دونوں صحیح ہیں۔ والحمد للہ

[درود کے الفاظ]

[٥٦] حدثنا سليمان قال: ثنا شعبة عن الحكم (عن ☆) ابن أبي ليلٰى عن كعب بن عجرة أنه قال: ألا أهدى لك هدية؟ إن رسول اللّٰه ﷺ خرج علينا قال فقلنا: يا رسول اللّٰه! قد علمنا كيف نسلّم عليك فكيف نصلّي [عليك] [1]؟ قال: ((قولوا: اللهم صلّ على محمد وعلى آل محمد كما صلّيت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد.))

ہمیں سلیمان (بن حرب) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں شعبہ (بن الحجاج) نے حدیث بیان کی، انھوں نے حکم (بن عتیبہ) سے (انھوں نے عبدالرحمٰن) ابن ابی لیلیٰ سے، انھوں نے کعب بن عجرہ (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا:
کیا میں تجھے ایک تحفہ نہ دوں؟ بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم یہ سمجھ چکے ہیں کہ (نماز میں) آپ پر سلام کس طرح پڑھیں لہٰذا (ہمیں اب یہ بتائیں کہ) ہم درود کس طرح پڑھیں؟
آپ نے فرمایا: کہو: ((اللهم صلّ على محمد و على محمد كما صلّيت على آل ابراهيم انك حميد مجيد.)) [اے اللہ! محمد اور آلِ محمد پر درود بھیج، جس طرح کہ تو نے آلِ ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں، بے شک

---

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۵۷) ☆ کذا فی الاصل۔

تو حمد وثنا والا اور بزرگی والا ہے۔]

تحقیق صحیح حدیث ہے۔

اسے بخاری (۶۳۵۷) اور مسلم (۴۰۶) وغیرہما نے امام شعبہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

فائدہ صحیحین میں تمام مدلسین کی تمام روایات سماع، متابعاتِ معتبرہ اور شواہد قویہ پر محمول ہونے کی وجہ سے صحیح ہیں۔

[۵۷] حدثنا مسدد قال: ثنا هشيم عن يزيد بن أبي زياد عن عبد الرحمٰن بن أبي ليلٰى عن كعب ابن عجرة قال: لما نزلت هذه الآية: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ [اٰمَنُوْا [1]] صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾
قلنا: يا رسول اللّٰه! قد علمنا السلام عليك فكيف الصلاة ؟ قال: ((قولوا: اللهم صلّ علٰى محمد وعلٰى آل محمد كما صلّيت علٰى إبراهيم و آل إبراهيم، إنك حميد مجيد و بارك علٰى محمد و علٰى آل محمد كما باركت و صلّيت

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ہشیم نے حدیث بیان کی، انھوں نے یزید بن ابی زیاد سے، اُس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، انھوں نے کعب بن عجرہ (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ [اٰمَنُوْا] صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود پڑھتے ہیں، اے ایمان والو! آپ پر درود پڑھو اور خوب سلام پڑھو۔ [الاحزاب:۵۶]
ہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام (پڑھنا) تو معلوم کر لیا ہے، پس درود کس طرح پڑھیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۵۷)

علٰی إبراهیم و آل إبراهیم، إنك حمید مجید .)) و کان ابن أبي لیلٰی یقول: و علینا معهم .

نے فرمایا: کہو ((اللهم صلّ علٰی محمد وعلٰی آل محمد کما صلّیت علٰی إبراهیم و آل إبراهیم، إنك حمید مجید و بارك علٰی محمد و علٰی آل محمد کما بارکت و صلّیت علٰی إبراهیم و آل إبراهیم، إنك حمید مجید .)) راوی نے کہا: اور (عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ کہتے تھے: '' و علینا معهم '' اور ان کے ساتھ ہم پر بھی۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
اسے احمد (۴/۲۴۴) اور حمیدی (۷۱۱ بتحقیقی) وغیرہما نے یزید بن ابی زیاد کی سند سے روایت کیا ہے۔ یزید بن ابی زیاد مشہور ضعیف راوی تھا۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۷۷۱۷)
فائدہ اس روایت کو شواہد کے ساتھ صحیح قرار دیا جا سکتا ہے مگر حجیت کے لئے حدیث سابق (۵۶) ہی کافی ہے۔

[**۵۸**] حدثنا مسدد قال: ثنا أبو الأحوص قال: ثنا یزید بن أبي زیاد عن عبد الرحمٰن بن أبي لیلٰی عن کعب بن عجرة قال قلت: یا رسول الله! قد عرفنا السلام علیك، فکیف الصلاة علیك؟ قال:

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ابو الاحوص (سلام بن سلیم) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں یزید بن ابی زیاد نے حدیث بیان کی، اُس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے، انھوں نے کعب بن عجرہ (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے کہا: میں نے کہا:

((تقولون: اللهم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد كما صلّيت علیٰ إبراهيم و آل إبراهيم، إنك حميد مجيد .))
قال ونحن نقول: وعلينا معهم .

یارسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام تو معلوم کر لیا ہے، پس آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: تم کہو:
((اللّٰهم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد كما صلّيت علیٰ إبراهيم و آل إبراهيم، إنك حميد مجيد .))
(عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے) کہا: اور ہم کہتے ہیں: '' و علينا معهم '' اور اُن کے ساتھ ہم پر بھی (رحمتیں نازل فرما۔)

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
تحقیق کے لئے دیکھئے حدیث سابق: ۵۷

[۵۹] حدثنا أحمد بن عبد الله بن يونس قال: ثنا زهير قال: ثنا محمد بن إسحاق قال: ثنا محمد ابن إبراهيم بن الحارث عن محمد ابن عبد الله بن زيد [1] عن عقبة بن عمرو قال: أتى رسول الله رجل حتى جلس بين يديه، فقال: يارسول الله! أما السلام عليك فقد

ہمیں احمد بن عبداللہ بن یونس نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں زہیر (بن معاویہ الجعفی) نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں محمد بن اسحاق (بن یسار) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں محمد بن ابراہیم بن الحارث نے حدیث بیان کی ، انھوں نے محمد بن عبداللہ بن زید سے، انھوں نے عقبہ بن عمرو (ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ) سے، انھوں

---

[1] اصل میں ''بن یزید'' چھپ گیا ہے، جبکہ صحیح ''بن زید'' ہے، جیسا کہ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص ۱۶۰

عرفناه و أما الصلاة فأخبرنا بها كيف نصلّي عليك ؟ قال: فصمت رسول اللّٰه ﷺ حتى وددنا أن الرجل الذي سأله لم يسأله، ثم قال: ((إذا صلّيتم علي فقولوا: اللهم صلّ علٰى محمد النبي الأمي، و علٰى آل محمد كما صلّيت علٰى إبراهيم و علٰى آل إبراهيم وبارك علٰى محمد النبي الأمي و على آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم و علٰى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد .))

نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، حتیٰ کہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا، پھر اُس نے کہا: یارسول اللہ! آپ پر سلام تو ہم نے پہچان لیا ہے اور ہمیں درود کے بارے میں بتائیں کہ کس طرح آپ پر درود پڑھیں؟

(عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے) کہا: پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے یہ خواہش کی کہ سوال کرنے والے آدمی نے سوال ہی نہ کیا ہوتا۔ پھر آپ (ﷺ) نے فرمایا: جب تم مجھ پر درود پڑھو تو کہو:

((اللهم صلّ علٰى محمد النبي الأمي، و علٰى آل محمد كما صلّيت علٰى إبراهيم و علٰى آل إبراهيم وبارك علٰى محمد النبي الأمي و علٰى آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم و علٰى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد .))

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔

اسے ابوداود (۹۸۱) اور حاکم (۱/۲۶۸) وغیرہما نے محمد بن اسحاق بن یسار کی سند سے بیان کیا ہے۔ حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح علیٰ شرط مسلم قرار دیا ہے (!) لیکن صحیح یہ ہے کہ

اس حدیث کی سند حسن ہے۔

[٦٠] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا حماد بن سلمة قال: ثنا سعيد الجريري عن يزيد[1] بن عبدالله: أنهم كانوا يستحبون أن يقولوا: اللهم صلّ علىٰ محمد النبي الأمي . (عليه السلام)

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سعید (بن ایاس) الجریری نے حدیث بیان کی، انھوں نے یزید بن عبداللہ (بن الشخیر) سے کہ لوگ اللهم صلّ علىٰ محمد النبي الأمي (عليه السلام) کہنا پسند کرتے تھے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۲)

فائدہ حماد بن سلمہ نے سعید الجریری سے اُن کے اختلاط سے پہلے حدیثیں سنی تھیں۔ دیکھئے الکواکب النیرات (ص ۱۸۳)

☆ اصل میں زید بن عبداللہ لکھا ہوا ہے لیکن جلاء الافہام میں یزید بن عبداللہ ہے۔
سعید بن ایاس الجریری کے اساتذہ میں ابوالعلاء یزید بن عبداللہ بن الشخیر کا نام ہے۔
دیکھئے تہذیب الکمال (۱۳۶/۳) اور یہاں وہی مراد ہیں۔

---

[1] اصل میں ''عن زید'' چھپ گیا ہے، جبکہ صحیح ''عن یزید'' ہے، جیسا کہ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص ۱۶۱

[٦١] حدثنا عاصم بن علي قال: ثنا المسعودي عن عون بن عبدالله عن أبي فاختة عن الأسود عن عبدالله أنه قال: إذا صلّيتم على النبي ﷺ فأحسنوا الصلاة عليه، فإنكم لا تدرون لعل ذلك يعرض عليه. قالوا: فعلّمنا قال قولوا: اللهم اجعل صلاتك و رحمتك و بركاتك علىٰ سيد المرسلين و إمام المتقين و خاتم النبيين، محمدٍ عبدك و رسولك، إمام الخير و قائد الخير ورسول الرحمة، اللهم ابعثه مقامًا محمودًا، يغبطه به الأولون والآخرون، اللهم صلّ علىٰ محمد و علىٰ آل محمد كما صلّيت علىٰ إبراهيم و علىٰ آل إبراهيم، إنك حميد مجيد، اللهم بارك علىٰ محمد و علىٰ آل محمد كما باركت علىٰ إبراهيم و[علىٰ] [1] آل إبراهيم، إنك حميد مجيد.

ہمیں عاصم بن علی نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں (عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ) المسعودی نے حدیث بیان کی، انھوں نے عون بن عبداللہ (بن عتبہ) سے، انھوں نے ابو فاختہ (سعید بن علاقہ) سے، انھوں نے اسود (بن یزید بن قیس) سے، انھوں نے عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا: جب تم نبی ﷺ پر درود پڑھو تو اچھے طریقے سے پڑھو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ شاید اللہ اُسے آپ پر پیش کر دے۔ لوگوں نے کہا: آپ ہمیں سکھائیں، تو انھوں (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کہو: اللهم اجعل صلاتك و رحمتك و بركاتك علىٰ سيد المرسلين و إمام المتقين و خاتم النبيين، محمدٍ عبدك و رسولك، إمام الخير و قائد الخير ورسول الرحمة، اللهم ابعثه مقامًا محمودًا، يغبطه به الأولون والآخرون، اللهم صلّ علىٰ محمد و علىٰ آل محمد كما صلّيت علىٰ

---

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۶۴)

إبراهيم و علٰى آل إبراهيم، إنك
حميد مجيد، اللهم بارك علٰى
محمد و علٰى آل محمد كما
باركت علٰى إبراهيم و[علٰى] آل
إبراهيم، إنك حميد مجيد .

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابن ماجہ (۹۰۶) نے عبدالرحمٰن المسعودی کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس میں وجۂ ضعف مسعودی رحمہ اللہ کا اختلاط ہے اور اختلاط سے پہلے اُن کا اس حدیث کو بیان کرنا ثابت نہیں ہے۔

[٦٢] حدثنا يحيى الحماني قال: ثنا هشيم قال: ثنا أبو بلج: حدثني يونس مولى بني هاشم قال قلت لعبد اللّٰه بن عمرو أو ابن عمر: كيف الصلاة على النبي ﷺ ؟ قال: اللهم اجعل صلواتك و بركاتك ورحمتك علٰى سيد المسلمين و إمام المتقين و خاتم النبيين محمدٍ عبدك و رسولك، إمام الخير و قائد الخير، اللهم ابعثه يوم القيامة مقامًا محمودًا يغبطه الأولون والآخرون وصلّ

ہمیں یحییٰ (بن عبدالحمید) الحمانی نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ہشیم نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ابوبلج (یحییٰ بن سلیم) نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے بنو ہاشم کے مولیٰ یونس نے حدیث بیان کی، اس نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو یا عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے کہا: نبی ﷺ پر درود کس طرح پڑھنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اللهم اجعل صلواتك و بركاتك ورحمتك علٰى سيد المسلمين و إمام المتقين و خاتم النبيين محمدٍ عبدك و رسولك،

علٰى محمد و علٰى آل محمد، كما صلّيت علٰى إبراهيم و علٰى آل إبراهيم .

إمام الخير و قائد الخير، اللهم ابعثه يوم القيامة مقامًا محمودًا يغبطه الأولون والآخرون وصلّ علٰى محمد و علٰى آل محمد، كما صلّيت علٰى إبراهيم و علٰى آل إبراهيم .

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۳)
اس میں دو وجہ ضعف ہیں:
اول: یحییٰ الحمانی سخت ضعیف تھا۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۷۵۹۱)
دوم: یونس مولیٰ بنی ہاشم کا ثقہ وصدوق ہونا معلوم نہیں ہے۔

[٦٣] حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن نعيم بن عبد الله المجمر أن محمد بن عبد الله بن زيد الأنصاري _ وعبد الله بن زيد هو الذي كان رأى النداء في الصلاة _ أخبره عن أبي مسعود الأنصاري قال: أتانا رسول الله ﷺ في مجلس سعد بن عبادة، فقال بشير ابن سعد: أمرنا الله أن نصلّي عليك يا رسول الله! فكيف نصلّي عليك؟

ہمیں عبداللہ بن مسلمہ (القعنبی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے مالک (بن انس المدنی) سے انھوں نے نعیم بن عبداللہ المجمر سے، انھیں محمد بن عبداللہ بن زید الانصاری نے خبر بیان کی، عبداللہ بن زید (رضی اللہ عنہ) وہ تھے جنھوں نے خواب میں نماز کی اذان دیکھی تھی، انھوں (محمد بن عبداللہ بن زید) نے ابو مسعود الانصاری (عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کی

قال: فسكت رسول اللّٰه ﷺ حتى تمنينا أنه لم يسأله، ثم قال رسول الله ﷺ:

((قولوا: اللهم صلّ علٰى محمد وعلٰى آل محمد كما صلّيت علٰى آل إبراهيم و بارك علٰى محمد و علٰى آل محمد، كما باركت علٰى إبراهيم في العالمين، إنك حميد مجيد والسلام كما علمتم .))

مجلس میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو بشیر بن سعد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ! اللہ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے لہٰذا ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتی کہ ہم نے یہ تمنا کی کہ (کاش) انھوں نے آپ سے سوال ہی نہ کیا ہوتا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہو:

((اللهم صلّ علٰى محمد وعلٰى آل محمد كما صلّيت علٰى آل إبراهيم و بارك علٰى محمد و علٰى آل محمد، كما باركت علٰى إبراهيم في العالمين، إنك حميد مجيد والسلام كما علمتم.))

اور سلام اسی طرح ہے جیسے تمھیں علم ہے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابوداود (۹۸۰) نے عبداللہ بن مسلمہ القعنبی سے اور مسلم (۴۰۶) نے امام مالک کی سند سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ ۱/۱۶۵، ۱۶۶) میں موجود ہے۔

[٦٤] حدثنا محمود بن خداش قال: ثنا جرير عن مغيرة عن أبي معشر عن إبراهيم قال قالوا: يا رسول اللّٰه! قد علمنا السلام عليك، فكيف الصلاة عليك؟

قال: ((قولوا: اللهم صلّ علىٰ[محمد] ❶ عبدك و رسولك و أهل بيته كما صلّيت علىٰ آل إبراهيم، إنك حميد مجيد وبارك عليه و[علىٰ] ❶ أهل بيته كما باركت علىٰ إبراهيم، إنك حميد مجيد.))

ہمیں محمود بن خداش نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں جریر (بن عبدالحمید) نے حدیث بیان کی، انھوں نے مغیرہ (بن مقسم) سے، انھوں نے ابو معشر (زیاد بن کلیب) سے، انھوں نے ابراہیم (نخعی/ تابعی) سے، انھوں نے کہا:

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام (پڑھنا/ تشہد میں) جان لیا ہے، پس آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: کہو:

((اللهم صلّ علىٰ[محمد] عبدك و رسولك و أهل بيته كما صلّيت علىٰ آل إبراهيم، إنك حميد مجيد وبارك عليه و[علىٰ] أهل بيته كما باركت علىٰ إبراهيم، إنك حميد مجيد.))

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابن جریر طبری نے تفسیر (۲۲/۳۱۔۳۲) میں ابن حمید (ضعیف): ثنا جریر عن مغیرۃ عن زیاد (أبي معشر) عن ابراہیم کی سند سے روایت کیا ہے۔

دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۳)

❶ اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۶۶۔۱۶۷)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

اول: یہ مرسل یعنی منقطع ہے اور اصولِ حدیث میں یہ مقرر ہے کہ مرسل و منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے۔

دوم: مغیرہ بن مقسم مدلس تھے۔ دیکھئے طبقات المدلسین (الفتح المبین ۱۰۷/۳، ص ۶۴)

اصولِ حدیث میں یہ مسئلہ بھی مقرر ہے کہ مدلس کی عن والی روایت (غیر صحیحین میں) نا قابلِ حجت یعنی ضعیف ہوتی ہے۔ دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۹۹)

[**٦٥**] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا السري بن يحيى قال: سمعت الحسن قال: لما نزلت: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ قالوا: يارسول الله! هذا السلام قد علمنا كيف هو فكيف تأمرنا أن نصلّي عليك؟ قال: ((تقولون: اللهم اجعل صلواتك و بركاتك علٰى آل محمد كما جعلتها علٰى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد.))

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سری بن یحیٰی نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے حسن (بصری) سے سنا، انھوں نے فرمایا: جب ﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ بے شک اللہ نبی پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے نبی پر درود پڑھتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم آپ (ﷺ) پر درود پڑھو اور خوب سلام بھیجو۔ [الاحزاب: ۵۶] نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ سلام تو ہم جانتے ہیں کہ کیسے ہے لہٰذا آپ ہمیں درود کس طرح پڑھنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کہو: اللهم اجعل صلواتك

و بركاتك علٰى آل محمد كما جعلتها علٰى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد .

تحقیق اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۳) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۵۰۸ ح ۸۶۳۶)

[٦٦] حدثنا إسحاق الفروي قال: ثنا عبد اللّٰه بن جعفر عن ابن الهاد عن عبد اللّٰه بن خباب عن أبي سعيد الخدري قال قالوا: يا رسول اللّٰه! هذا السلام عليك قد عرفناه فكيف الصلاة ؟ قال: ((تقولون: اللهم صلّ علٰى محمد عبدك ورسولك كما صلّيت علٰى آل إبراهيم و بارك علٰى محمد و علٰى آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم .))

ہمیں اسحاق (بن محمد) الفروی نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں عبداللہ بن جعفر (بن نجیح) نے حدیث بیان کی، اُس نے (یزید بن عبداللہ) ابن الہاد سے ، انھوں نے عبداللہ بن خباب سے، انھوں نے ابوسعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا: لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ! اس سلام کو تو ہم نے پہچان لیا ہے، پس درود کس طرح پڑھنا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم (کہو): ((اللهم صلّ علٰى محمد عبدك ورسولك كما صلّيت علٰى آل إبراهيم و بارك علٰى محمد و علٰى آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم .))

تحقیق صحیح ہے۔

اسے ابن ماجہ (۹۰۳) نے عبداللہ بن جعفر کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی سند امام علی بن عبداللہ المدینی کے والد عبداللہ بن جعفر کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن آنے والی حدیث میں دو ثقہ راویوں نے اس کی متابعت کر رکھی ہے لہٰذا یہ روایت بھی صحیح ہے۔ دیکھئے حدیث: ٦٧

[٦٧] حدثنا إبراهيم بن حمزة قال: ثنا يعني عبد العزيز بن أبي حازم و عبد العزيز بن محمد ❶ عن يزيد عن عبد اللّٰه بن خباب عن أبي سعيد الخدري قال قلنا: يا رسول اللّٰه! هذا السلام عليك، فكيف الصلاة عليك؟ قال: ((قولوا: اللهم صلّ علٰى محمد عبدك ورسولك كما صلّيت علٰى إبراهيم و بارك علٰى محمد و آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم و آل إبراهيم .))

ہمیں ابراہیم بن حمزہ (بن محمد بن حمزہ المدنی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں یعنی عبدالعزیز بن ابی حازم اور عبدالعزیز بن محمد (الدراوردی) نے حدیث بیان کی، انھوں (دونوں) نے یزید (بن عبداللہ بن الہاد) سے، انھوں نے عبداللہ بن خباب سے، انھوں نے ابو سعید الخدری (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے کہا: ہم نے کہا: یا رسول اللہ! یہ آپ پر سلام ہے لہٰذا آپ پر درود کس طرح پڑھنا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہو ((اللهم صلّ علٰى محمد عبدك ورسولك كما صلّيت علٰى إبراهيم و بارك علٰى محمد و آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم و آل إبراهيم .))

❶ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں "حدثنا إبراهيم بن حمزة قال: حدثنا عبد العزيز _ يعني ابن أبي حازم _ و عبد العزيز بن محمد عن يزيد" لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص ١٦٨

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے امام بخاری (۳۳۵۸، ۴۷۹۸، ۶۳۵۸) نے بھی ابراہیم بن حمزہ سے روایت کیا ہے۔

[**٦٨**] حدثنا علي بن عبد الله: حدثني محمد بن بشر قال: ثنا مجمّع بن يحيى عن عثمان بن موهب عن موسى بن طلحة _ قال القاضي: أراه عن أبيه، سقط من كتابي عن أبيه _ قال قلت: يارسول الله! كيف الصلاة عليك؟ قال ((قل: اللهم صلّ علٰى محمد كما صلّيت علٰى إبراهيم، إنك حميد مجيد وبارك علٰى محمد وعلٰى آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم، إنك [حميد مجيد] .))

ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے محمد بن بشر (بن الفرافصہ العبدی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں مجمع بن یحییٰ (الانصاری) نے حدیث بیان کی، انھوں نے عثمان بن (عبداللہ بن) موہب سے، انھوں نے موسیٰ بن طلحہ سے۔

قاضی (اسماعیل بن اسحاق / صاحبِ کتاب) نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنے ابا سے حدیث بیان کی، جس کا ذکر میری کتاب سے ساقط ہو گیا ہے۔

فرمایا: میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پر درود کس طرح پڑھنا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہہ ((**اللهم صلّ علٰى محمد كما صلّيت علٰى إبراهيم، إنك حميد مجيد وبارك علٰى محمد وعلٰى آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم، إنك [حميد مجيد] .))**

تحقیق حسن حدیث ہے۔

اسے نسائی (۳/ ۴۸ ح ۱۲۹۱) اور احمد (۱/ ۱۶۲) وغیرہما نے محمد بن بشر سے اسی سند کے ساتھ موسیٰ بن طلحہ عن ابیہ...الخ روایت کیا ہے۔ دیکھئے آنے والی حدیث: ۶۹

[**٦٩**] حدثنا علي بن عبد الله قال: حدثنا مروان بن معاوية قال: ثنا عثمان بن حكيم عن خالد بن سلمة عن موسى بن طلحة قال: أخبرني زيد بن خارجة _ أخو بني الحارث بن الخزرج _ قال قلت: يا رسول الله! قد علمنا كيف نسلّم عليك فكيف نصلّي عليك ؟ قال: ((صلّوا عليّ و قولوا: اللهم بارك علٰى محمد و علٰى آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم و آل إبراهيم، إنك حميد مجيد .))

ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں مروان بن معاویہ (الفزاری) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عثمان بن حکیم (بن عباد بن حنیف الانصاری) نے حدیث بیان کی، انھوں نے خالد بن سلمہ (المخزومی) سے، انھوں نے موسیٰ بن طلحہ سے، انھوں نے کہا: مجھے بنوالحارث بن الخزرج کے بھائی زید بن خارجہ نے خبر دی کہ میں نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام کا طریقہ جان لیا ہے لہٰذا درود کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھو اور کہو: ((اللهم بارك علٰى محمد و علٰى آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم و آل إبراهيم، إنك حميد مجيد .))

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔ اسے نسائی (۳/ ۴۹ ح ۱۲۹۳) اور احمد (۱/ ۱۹۹) وغیرہما نے عثمان بن حکیم کی سند سے اور طبرانی (المعجم الکبیر ۵/ ۲۱۸ ح ۵۱۴۳) نے ابوخلیفہ: ثنا علی بن المدینی...الخ کی سند سے روایت کیا ہے۔

[۷۰] حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك بن أنس عن عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه عن عمرو بن سليم الزرقي قال: أخبرني أبو حميد الساعدي أنهم قالوا: يا رسول الله! كيف نصلّي عليك؟ فقال رسول الله ﷺ: ((قولوا: اللهم صلّ علٰى محمد و أزواجه و ذريته كما صلّيت علٰى آل إبراهيم وبارك علٰى محمد و أزواجه و ذريته كما باركت علٰى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد.))

ہمیں عبداللہ بن مسلمہ (القعنبی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے مالک بن انس سے، انھوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، انھوں نے اپنے ابا (ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم) سے، انھوں نے عمرو بن سلیم الزرقی سے، انھوں نے کہا: مجھے ابوحمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) نے خبر دی کہ اُن لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہو ((اللھم صلّ علٰى محمد و أزواجه و ذريته كما صلّيت علٰى آل إبراهيم وبارك علٰى محمد و أزواجه و ذريته كما باركت علٰى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد.))

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے بخاری (۳۳۶۹) مسلم (۴۰۷) اور ابوداود (۹۷۹) وغیرہم نے امام مالک کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۱/۱۶۵، روایۃ ابن القاسم: ۳۱۳ بتحقیقی) میں موجود ہے۔

[۷۱] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا حماد بن زيد عن أيوب عن محمد عن عبد الرحمٰن بن بشر ابن مسعود قال قيل: يا رسول الله! أمرتنا أن نسلّم عليك وأن نصلّي عليك وقد علمنا كيف نسلّم عليك، فكيف نصلّي [عليك] [1]؟ قال: ((تقولون: اللهم صلّ علىٰ آل محمد كما صلّيت علىٰ آل إبراهيم، اللهم بارك [2] علىٰ آل محمد كما باركت علىٰ إبراهيم .))

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں حماد بن زید نے حدیث بیان کی ، انھوں نے ایوب (السختیانی) سے ، انھوں نے محمد (بن سیرین) سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن بشر بن مسعود (الانصاری) سے، انھوں نے کہا: کہا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر سلام کہیں اور آپ پر درود پڑھیں، ہم نے آپ پر سلام کہنا تو جان لیا ہے، پس درود کس طرح پڑھیں ؟ آپ نے فرمایا: کہو ((اللهم صلّ علىٰ آل محمد كما صلّيت علىٰ آل إبراهيم، اللهم بارك علىٰ آل محمد كما باركت علىٰ إبراهيم .))

تحقیق صحیح ہے۔اسے ابن جریر الطبری نے تفسیر (۳۲/۲۲) میں صحیح سند کے ساتھ ایوب السختیانی سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند میں انقطاع کا شبہ ہے لیکن امام نسائی (۳/ ۴۷ ح ۱۲۸۷) نے اسے عبدالوہاب بن عبدالمجید: حدثنا ہشام بن حسان عن محمد (بن سیرین) عن عبدالرحمٰن بن بشر (بن مسعود) عن ابی مسعود الانصاری (عقبہ بن عمرو) رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

---

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۷۲)

[2] عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں ''وبارك علىٰ آل محمد'' ہے۔ دیکھئے ص ۱۷۲

فائدہ امام علی بن المدینی نے فرمایا: ہشام کی محمد (بن سیرین) سے حدیثیں صحیح ہیں۔ دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل (۹/۵۵ وسندہ صحیح) اور الفتح المبین (ص ٦٦)

[۷۲] حدثنا مسدد قال: يزيد بن زريع قال: ثنا ابن عون عن محمد ابن سيرين عن عبد الرحمن بن بشر بن مسعود قال قالوا: يارسول الله!قد علمنا كيف نسلّم عليك فكيف الصلاة عليك ؟ قال: ((قولوا[1] : اللهم صلّ علىٰ محمد كما صلّيت علىٰ آل إبراهيم، اللهم بارك علىٰ محمد كما باركت علىٰ آل إبراهيم .))

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں یزید بن زریع نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں (عبداللہ) ابن عون نے حدیث بیان کی، انھوں نے محمد بن سیرین سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن بشر بن مسعود سے کہ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام کہنا تو جان لیا ہے پس آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: کہو ((اللهم صلّ علىٰ محمد كما صلّيت علىٰ آل إبراهيم اللهم بارك علىٰ محمد كما باركت علىٰ آل إبراهيم .))

تحقیق صحیح حدیث ہے۔

اسے نسائی (عمل الیوم واللیلہ :۵۱، السنن الکبریٰ:۹۸۷۹) نے یزید بن زریع کی سند سے روایت کیا ہے۔

دیکھئے حدیث سابق :۷۱

---

[1] اصل میں ''قالوا'' چھپ گیا ہے، جبکہ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں ''قولوا '' ہے (ص ۱۷۲) اور یہی صحیح ہے۔

[۷۳] حدثنا نصر بن علي قال: ثنا عبد الأعلٰى قال: ثنا هشام عن محمد عن [1] عبد الرحمٰن بن بشر ابن مسعود قال قلنا أو قيل للنبي ﷺ: أمرنا أن نصلّي عليك و نسلّم عليك، فأما السلام فقد عرفناه ولكن كيف نصلّي عليك؟ قال: ((تقولون: اللهم صلّ علٰى آل محمد كما صلّيت علٰى آل إبراهيم، اللهم بارك علٰى محمد كما باركت علٰى آل إبراهيم .))

ہمیں نصر بن علی (الجہضمی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبدالاعلیٰ (بن عبدالاعلیٰ البصری السامی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ہشام (بن حسان) نے حدیث بیان کی، انھوں نے محمد (بن سیرین) سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن بشر بن مسعود سے، انھوں نے کہا: ہم نے کہا یا، نبی ﷺ سے کہا گیا کہ ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور سلام کہنے کا بھی، سلام تو ہم نے پہچان لیا ہے لیکن آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: کہو ((**اللهم صلّ علٰى آل محمد كما صلّيت علٰى آل إبراهيم ، اللهم بارك علٰى محمد كما باركت علٰى آل إبراهيم .**))

تحقیق صحیح حدیث ہے۔

دیکھئے حدیث سابق: ۷۱

فائدہ ثقہ کی زیادت مقبول ہوتی ہے لہٰذا اگر کوئی ثقہ راوی متصل بیان کرے اور دوسرے ثقہ راوی مرسل و منقطع بیان کریں تو روایت معلول نہیں ہوتی اِلا یہ کہ محدثین کرام بالاجماع کسی روایت کو معلول قرار دیں۔

---

[1] اصل میں ''محمد بن عبد الرحمٰن'' چھپ گیا ہے، جبکہ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں ''محمد عن عبد الرحمٰن'' ہے (دیکھئے ص ۱۷۳) اور یہی صحیح ہے۔

[دُرود کے بغیر دعا معلق رہتی ہے]

[۷۴] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا عمرو بن مسافر :حدثني شيخ من أهلي قال:سمعت سعيد ابن المسيب يقول: ما من دعوة لا يصلّى على النبي ﷺ قبلها إلا كانت معلقة بين السماء و الأرض.

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں عمرو بن مسافر نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے میرے خاندان کے ایک شیخ نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے سعید بن المسیب (رحمہ اللہ) کو فرماتے ہوئے سنا: جس دعا میں پہلے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے تو وہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے جلاء الافہام (ص۱۳۳، ۱۳۴)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

اول: عمرو بن مسافر (عمر بن مساور) مجروح راوی ہے۔ (دیکھئے لسان المیزان ۴/ ۳۳۰۔ ۳۳۱)

دوم: خاندان کا شیخ مجہول العین ہے۔

[درود صرف انبیاء کے لئے ہے]

[۷۵] حدثنا عبد اللّٰه بن عبد الوهاب قال: ثنا عبد الرحمٰن بن زياد:حدثني عثمان بن حكيم بن عباد بن حنيف عن عكرمة عن ابن عباس أنه قال: لا تصلّوا صلاة على

ہمیں عبداللہ بن عبدالوہاب نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں عبدالرحمٰن بن زیاد نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے عثمان بن حکیم بن عباد بن حنیف نے حدیث بیان کی ، انھوں نے عکرمہ (مولیٰ ابن عباس) سے،

أحـد إلا عـلـى الـنـبـي ﷺ ولـكـن يـدعـى لـلـمـسـلـمـيـن والـمـسـلـمـات بالإستغفار .

انھوں نے (عبداللہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے علاوہ کسی پر بھی (خاص اور انفرادی) درود نہ پڑھو، لیکن مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کی دعا کی جاتی ہے۔

تحقیق اس کی سند میں نظر ہے۔

اسے طبرانی (الکبیر ۱۱/۳۰۵ ح ۱۱۸۱۳) اور عبدالرزاق (۲/۲۱۶ ح ۳۱۱۹) وغیرہما نے سفیان ثوری عن عثمان بن حکیم کی سند سے روایت کیا ہے۔ اگر عبداللہ بن عبدالوہاب سے مراد ابومحمد الحجبی البصری ہیں اور عبدالرحمٰن بن زیاد سے مراد الرصاصی ہیں تو پھر یہ سند صحیح ہے۔

فائدہ ابن ابی شیبہ (۲/۵۱۹ ح ۸۷۱۶) نے صحیح سند کے ساتھ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا: ''ما أعلم الصلاة تنبغي من أحد على أحد إلا على النبي ﷺ'' میرے علم کے مطابق نبی ﷺ کے علاوہ کسی پر (خاص اور انفرادی طور پر) درود پڑھنا جائز نہیں ہے۔ [بعض الناس کا خیال ہے کہ عبدالرحمٰن بن زیاد سے مراد عبدالواحد بن زیاد ہے۔ واللہ اعلم]

[۷۶] حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال: ثنا حسين بن علي عن جعفر بن برقان قال: كتب عمر بن عبد العزيز: أما بعد! فإن أناسًا من الناس قد التمسوا الدنيا بعمل الآخرة و إن الناس من القصاص قد أحدثوا[من] [1]

ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں حسین بن علی (الجعفی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے جعفر بن برقان سے، انھوں نے کہا: عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) نے لکھا: اما بعد! لوگوں میں سے کچھ لوگ آخرت کے اعمال

---

[1] اصل میں ''فی الصلاۃ'' چھپ گیا ہے، جبکہ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں ''من الصلاۃ'' ہے (ص ۱۷۶) اور یہی صحیح ہے۔

الصلاة علىٰ خلفائهم و أمرائهم عدل صلاتهم على النبي ﷺ فإذا جاء ك كتابي هذا فمرهم أن تكون صلاتهم على النبيين و دعاؤهم للمسلمين عامة و يدعوا ما سوى ذلك .

سے دنیا چاہتے ہیں اور لوگوں میں سے بعض قصہ گوخطیبوں نے اپنے خلفاء وامراء کے لئے نبی ﷺ پر درود جیسے درود کو ایجاد کر لیا ہے لہٰذا جب میرا یہ خط تمھارے پاس پہنچے تو انھیں حکم دو کہ وہ نبیوں پر درود پڑھیں اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کریں اور اس کے علاوہ دوسری باتیں چھوڑ دیں۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ (۱۳/۶۸ ۴ ح ۳۵۰۸۳) میں موجود ہے۔

[غیر نبی پر ''صلی اللہ'' کا استعمال اور اس کا مفہوم]

[۷۷] حدثنا حجاج قال: ثنا أبو عوانة عن الأسود بن قيس عن نبيح العنزي عن جابر بن عبد الله: أن امرأة قالت: يارسول الله! صلّ عليّ و علىٰ زوجي (صلى الله عليك [1] وسلم) فقال: ((صلّى الله عليكِ و علىٰ زوجكِ .))

ہمیں حجاج (بن منہال) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ابوعوانہ نے حدیث بیان کی، انھوں نے اسود بن قیس سے، انھوں نے نبیح العنزی سے، انھوں نے جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے:

ایک عورت نے کہا: یارسول اللہ! آپ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود پڑھیں (یعنی

[1] اصل میں ''علیہ وسلم'' ہے، جبکہ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں ''علیك وسلم'' ہے۔ (دیکھئے ص ۱۷۶)

ہمارے لئے دعا کریں)(صلی اللہ علیک وسلم)
تو آپ نے فرمایا: ((صلى الله عليكِ و علٰى زوجك)) اللہ تجھ پر اور تیرے شوہر پر رحم کرے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابو داود (۱۵۳۳) اور احمد (۳/۳۹۷) وغیر ہما نے ابو عوانہ وضاح بن عبداللہ الیشکری کی سند سے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
دیکھئے موارد الظمآن (۱۹۵۰۔۱۹۵۲)

[۷۸] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا حماد بن زيد عن أيوب عن محمد: أنه كان يدعو للصغير و يستغفر كما يدعو للكبير . فقيل له: إن هذا ليس له ذنب ؟ فقال: النبي ﷺ قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه و ما تأخر و قد أمرت أن أصلّي عليه .

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی ، کہا: ہمیں حماد بن زید نے حدیث بیان کی، انھوں نے ایوب (السختیانی) سے،انھوں نے محمد (بن سیرین رحمہ اللہ) سے : وہ چھوٹے بچے کے لئے دعا واستغفار کرتے تھے جس طرح بڑے کے لئے دعا واستغفار کرتے تھے۔ پھر انھیں کہا گیا: اس کا تو کوئی گناہ نہیں ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی اگلی اور پچھلی اجتہادی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں اور مجھے آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

[تلبیہ (لبیک) کے بعد درود پڑھنا]

[۷۹] حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب قال: ثنا عبد الله بن عبد الله الأموي عن صالح بن محمد بن زائدة قال:
سمعت القاسم بن محمد يقول: كان يستحب للرجل إذا فرغ من تلبيته أن يصلّي على النبي ﷺ.

ہمیں یعقوب بن حمید بن کاسب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبداللہ بن عبداللہ الاموی نے حدیث بیان کی، انھوں نے صالح بن محمد بن زائدہ سے، اس نے کہا: میں نے قاسم بن محمد (بن ابی بکر) کو کہتے ہوئے سنا: آدمی جب لبیک کہنے سے فارغ ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ نبی ﷺ پر درود پڑھے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
اسے دارقطنی (۲/۲۳۸ ح ۲۴۸۵) نے یعقوب بن حمید کی سند سے روایت کیا ہے۔
نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۶)
اس میں صالح بن محمد بن زائدہ المدنی اللیثی ضعیف ہے۔
دیکھئے تقریب التہذیب (۲۸۸۵) اور سنن ابی داود (۲۷۱۳ بتحقیقی)
اور عبداللہ بن عبداللہ الاموی لین الحدیث (یعنی ضعیف) تھا۔

(دیکھئے تقریب التہذیب: ۳۴۱۹)

[مساجد کے پاس سے گزرتے وقت درود پڑھنا]

[۸۰] حدثنا يحيى بن عبد الحميد قال: ثنا سيف بن عمر التميمي عن سليمان العبسي عن علي بن حسين قال: قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه: إذا مررتم بالمساجد فصلّوا على النبي ﷺ.

ہمیں یحییٰ بن عبدالحمید (الحمانی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سیف بن عمر التمیمی نے حدیث بیان کی، اس نے سلیمان (بن ابی المغیرہ) العبسی (الکوفی) سے، اُس نے علی بن حسین (رحمہ اللہ) سے، انھوں نے کہا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم مسجدوں کے پاس سے گزرو تو نبی ﷺ پر درود پڑھو۔

تحقیق اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ (نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۲۲۱/۵)

یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی سخت مجروح تھا۔

دیکھئے تقریب التہذیب (۷۵۹۱ و لفظہ: حافظ إلا أنهم اتهموه بسرقة الحديث)

سیف بن عمر التمیمی ضعیف الحدیث اور ضعیف فی التاریخ تھا۔ اس پر جرح کے لئے دیکھئے تہذیب التہذیب (۲۹۵/۴۔۲۹۶) وکتب المجروحین۔

سیدنا علی بن حسین رحمہ اللہ (زین العابدین) کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ سند منقطع بھی ہے۔

[صفا اور مروہ پر درود]

[۸۱] حدثنا عارم بن الفضل قال: ثنا عبد الله بن المبارك قال: ثنا زكريا [عن الشعبي] [1] عن وهب ابن الأجدع قال: سمعت عمر بن الخطاب يقول: إذا قدمتم فطوفوا بالبيت سبعًا و صلّوا عند المقام ركعتين ثم أتوا الصفا فقوموا [عليه] [1] من حيث ترون البيت فكبروا سبع تكبيرات [بين كل] تكبيرتين حمد لله وثناء عليه وصلاته على النبي ﷺ، و مسألة لنفسك، و على المروة مثل ذلك.

ہمیں عارم (محمد) بن الفضل (السدوسی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبداللہ بن المبارک نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں زکریا (بن ابی زائدہ) نے حدیث بیان کی، (انھوں نے عامر بن شراحیل الشعبی سے) انھوں نے وہب بن الاجدع سے، انھوں نے کہا: میں نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم (مکہ) آؤ تو بیت اللہ کے سات چکر لگا کر طواف کرو اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھو پھر صفا پر آؤ تو وہاں کھڑے ہو جاؤ جہاں سے تمھیں بیت اللہ نظر آئے پھر سات تکبیریں کہو، ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد وثنا اور نبی ﷺ پر درود ہے اور اپنے لئے دعا مانگو، مروہ پر بھی اسی طرح کرو۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۷، ۳۷۹)

---

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۷۹)

اسے امام بیہقی (۵/۹۴) نے جعفر بن عون: أنبأنا زكريا بن أبي زائدة... الخ کی سند سے بیان کیا ہے۔ عارم السدوسی رحمہ اللہ پر اختلاط کا الزام مردود ہے۔

زکریا بن ابی زائدہ مدلس تھے۔ دیکھئے طبقات المدلسین مع الفتح المبین (۴۷/۲ص ۳۸) اور فتح الباری (۹/۶۰۰ تحت ح ۵۴۷۵) اور یہ روایت عن سے ہے لہٰذا ضعیف ہے۔

نیز دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰/۳۷۰ ح ۲۹۶۲۹)

[مسجد میں داخل ہوتے وقت درود]

[**۸۲**] حدثنا يحيى بن عبد الحميد قال: ثنا عبد العزيز بن محمد عن عبد اللّٰه بن الحسن عن أمه فاطمة بنت الحسين عن فاطمة بنت النبي ﷺ قالت: قال لي رسول اللّٰه ﷺ: ((إذا دخلت المسجد فقولي: بسم اللّٰه والسلام على رسول اللّٰه، اللهم صلّ على محمد و على آل محمد و اغفرلنا و سهل لنا أبواب رحمتك، فإذا فرغت فقولي مثل ذلك غير أن قولي: و سهل لنا أبواب فضلك.))

ہمیں یحییٰ بن عبدالحمید (الحمانی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبدالعزیز بن محمد (الدراوردی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے عبداللہ بن الحسن سے، انھوں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے، انھوں نے نبی ﷺ کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: جب تم مسجد میں داخل ہو تو کہہ: بسم اللّٰه والسّلام على رسول اللّٰه، اللهم صلّ على محمد و على آل محمد و اغفرلنا و سهل لنا أبواب رحمتك. پھر جب (نماز سے) فارغ ہو جاؤ تو اسی طرح کہہ سوائے اس کے کہ ''و سهل لنا أبواب فضلك''

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ترمذی (۳۱۴) ابن ماجہ (۷۷۱) اور احمد (۲۸۲/۶، ۲۸۳) وغیرہم نے عبداللہ بن الحسن کی سند سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا: اور اس کی سند متصل نہیں ہے، فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا نے فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں پایا۔

منقطع روایت کو حسن قرار دینا غلط ہوتا ہے، اِلا یہ کہ اس کا حسن شاہد یا متابعت مل جائے۔

فائدہ ① حدیث مسلم (۷۱۳ب) اس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

② عبدالعزیز بن محمد الدراوردی سے اسے موسیٰ بن داود نے بھی بیان کیا ہے۔

دیکھئے حافظ ابن حجر کی کتاب: نتائج الافکار (۲۸۳/۱)

[**۸۳**] حدثنا يحيى قال: ثنا قيس عن عبد الله بن الحسن عن أمه فاطمة ابنة الحسين عن فاطمة بنت النبي ﷺ قالت قال لي رسول الله ﷺ: ((يا بنية! إذا دخلت المسجد فقولي: بسم الله والسّلام على رسول الله، اللهم صلّ على محمد وعلى آل محمد، اللهم اغفرلنا وارحمنا وافتح لنا أبواب رحمتك.))

ہمیں یحییٰ (بن عبدالحمید الحمانی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں قیس (بن الربیع) نے حدیث بیان کی، اُس نے عبداللہ بن الحسن سے، انھوں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے میری بیٹی! جب تم مسجد میں داخل ہوتو کہہ:

بسم الله والسّلام على رسول الله، اللهم صلّ على محمد وعلى آل محمد، اللهم اغفرلنا وارحمنا وافتح لنا أبواب رحمتك.

تحقیق اس کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے حدیث سابق:۸۲

[**۸٤**] حدثنا يحيى بن عبد الحميد قال: ثنا شريك عن ليث عن عبد الله بن الحسن عن أمه فاطمة بنت الحسين عن فاطمة بنت النبي ﷺ عن النبي ﷺ مثل ذلك .

ہمیں یحییٰ بن عبدالحمید بن (الحمانی) نے حدیث بیان کی، کہا ہمیں شریک (بن عبداللہ القاضی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے (عن کے ساتھ) لیث (بن ابی سلیم) سے، اُس نے عبداللہ بن الحسن سے، انھوں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے، انھوں نے نبی ﷺ کی بیٹی (سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے، انھوں نے نبی ﷺ سے اس جیسی حدیث بیان کی۔

تحقیق اس کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
دیکھئے حدیث سابق:۸۲

[**۸۵**] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا شعبة عن أبي إسحاق قال: سمعت سعيد بن ذي حدان قال: قلت لعلقمة: ما أقول إذا دخلت المسجد؟ قال: تقول: صلّى الله و ملائكته علىٰ محمد، السلام عليك أيها النبي ورحمة (الله و بركاته) .

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں شعبہ (بن الحجاج) نے حدیث بیان کی، انھوں نے ابو اسحاق (عمرو بن عبداللہ السبیعی) سے، انھوں نے کہا: میں نے سعید بن ذی حدان سے سنا کہ میں نے علقمہ (بن قیس بن عبداللہ) سے کہا: جب میں مسجد میں داخل ہوں تو کیا

کہوں؟ انھوں نے کہا: کہہ صلّى اللّٰه و ملائكته على محمد، السلام عليك أيها النبي ورحمة (اللّٰه و بركاته) .

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابن ابی شیبہ (المصنف ۱۰/ ۴۰۷ ح ۲۹۷۶۰) نے سفیان الثوری عن ابی اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے۔ دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۷)

سعید بن ذی حدان مجہول (الحال) راوی ہے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۲۳۰۰)

[۸٦] حدثنا عارم بن الفضل قال: ثنا حماد بن زيد عن منصور [(بن) المعتمر] ❶ عن يزيد بن ذي حدان قال: قلت لعلقمة: يا أبا شبل! ما أقول [إذا] ❷ دخلت المسجد؟ قال تقول: صلّى اللّٰه و ملائكته على محمد، السلام عليك أيها النبي و رحمة اللّٰه . قال قلت: من حدثك ؟ أنت سمعته؟ قال: لا، حدثنيه أبو إسحاق الهمداني.

ہمیں عارم (محمد) بن الفضل (السدوسی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں حماد بن زید نے حدیث بیان کی، انھوں نے منصور (بن المعتمر بن سلیمان) سے، انھوں نے یزید بن ذی حدان سے، اس نے کہا: میں نے علقمہ (بن قیس) سے کہا: اے ابوشبل! جب میں مسجد میں داخل ہوں تو کیا کہوں؟ انھوں نے کہا: کہو صلى اللّٰه و ملائكته على محمد، السلام عليك أيها النبي و رحمة اللّٰه .

---

❶ اصل میں ''منصور عن أبيه'' ہے، جبکہ عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں اُسی طرح ہے جس طرح ہم نے متن میں لکھا ہے۔ دیکھئے ص ۱۸۵

❷ اضافہ از نسخہ فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۸۵)

میں نے کہا: یہ کس نے آپ کو بتایا ہے؟ کیا آپ نے اسے (کسی سے) سنا ہے، انھوں نے کہا: نہیں، مجھے ابو اسحاق الہمدانی (عمرو بن عبداللہ السبیعی) نے بتایا ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
یزید بن ذی حدان مجہول راوی ہے، اُس کے حالات کہیں بھی نہیں ملے۔
نیز دیکھئے حدیث سابق: ۸۵

[صفا و مروہ پر تکبیرات اور درود کا اہتمام]

[۸۷] حدثنا هدبة بن خالد قال: ثنا همام بن يحيى قال: ثنا نافع أن [ابن] [1] عمر كان يكبر على الصفا ثلاثًا، يقول: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك و له الحمد، وهو على كل شيءٍ قدير. ثم يصلّي على النبي ﷺ ثم يدعو و يطيل القيام و الدعاء ثم يفعل على المروة نحو ذلك.

ہمیں ھدبہ بن خالد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ہمام بن یحییٰ نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں نافع (مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ بے شک (ابن) عمر (رضی اللہ عنہ) صفا (کی پہاڑی) پر تین دفعہ تکبیر کہتے (اور) فرماتے: لا إله إلا الله وحده لا شريك له،له الملك و له الحمد، وهو على كل شيءٍ قدير [ایک اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کا کوئی

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۸۵)

شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے اور اُسی
کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے]
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے پھر لمبا قیام
کرتے ہوئے دعا کرتے رہتے۔ پھر مروہ
پر بھی اسی طرح کرتے تھے۔

تحقیق صحیح ہے۔
نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۳۷۹) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۱۰/ ۳۷۰ ح ۲۹۶۳۰)

[تکبیراتِ عید اور درود]

[**۸۸**] حدثنا مسلم بن إبراهيم قال: ثنا هشام بن أبي عبد اللّه الدستوائي قال: ثنا حماد بن أبي سليمان [1] عن إبراهيم عن علقمة أن ابن مسعود و أبا موسى و حذيفة خرج عليهم الوليد بن عقبة قبل العيد يومًا، فقال لهم: إن هذا العيد قد دنا، فكيف التكبير فيه؟ قال عبد اللّه: تبدأ فتكبر تكبيرة تفتتح بالصلاة [2] و تحمد ربك و

ہمیں مسلم بن ابراہیم (الازدی الفراہیدی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ہشام بن ابی عبداللہ الدستوائی نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں حماد بن ابی سلیمان نے حدیث بیان کی، انھوں نے ابراہیم (نخعی) سے، انھوں نے علقمہ (بن قیس النخعی) سے: (عبداللہ) ابن مسعود، ابوموسیٰ (الاشعری) اور حذیفہ (بن الیمان رضی اللہ عنہم) کے پاس ولید بن عقبہ عید سے پہلے ایک دن آیا تو انھیں کہا: یہ عید قریب

[1] اصل میں سلیمان کے بجائے سلمان چھپ گیا ہے۔ تصحیح کے لئے دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق عبدالحق الترکمانی ص ۱۸۶

[2] الترکمانی کے نسخے میں "تفتتح بها الصلاة" ہے۔ دیکھئے ص ۱۸۶

تصلّي على النبي محمد ﷺ، ثم تدعو و[1] تكبر، و تفعل مثل ذلك، ثم تكبر و تفعل مثل ذلك،ثم تكبر و تفعل مثل ذلك، ثم تقرأ، ثم تكبر و تركع، ثم تقوم فتقرأ و تحمد ربك، و تصلّي على النبي محمد ﷺ، ثم تدعو و تكبر الله و تفعل مثل ذلك، ثم تكبر و تفعل مثل ذلك، ثم تركع .

فقال: حذيفة و أبو موسى: صدق أبو عبد الرحمٰن .

ہے لہٰذا اس پر تکبیر کس طرح ہے؟

عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ابتداء میں تکبیر افتتاح کہو جس کے ساتھ نماز شروع ہوتی ہے اور رب کی حمد بیان کرو اور نبی محمد ﷺ پر درود پڑھو پھر دعا مانگو اور تکبیر کہو اور اسی طرح کرو۔ پھر تکبیر کہو اور اسی طرح کرو پھر تکبیر کہو اور اسی طرح کرو پھر قراءت کرو پھر تکبیر کہو اور رکوع کرو پھر (سجدے سے) اٹھو تو قراءت کرو اور رب کی حمد بیان کرو اور نبی محمد ﷺ پر درود پڑھو پھر دعا کرو اور اللہ کی تکبیر کہو اور اسی طرح کرو پھر تکبیر کہو اور اسی طرح کرو پھر رکوع کرو۔

تو حذیفہ اور ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے سچ کہا ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے بیہقی (۲۹۱/۳) نے مسلم بن ابراہیم کی سند سے روایت کیا ہے۔

نیز دیکھئے المعجم الکبیر للطبرانی (۳۵۱/۹ ح ۹۵۱۵) اور تفسیر ابن کثیر (۲۲۸/۵ وقال: ''اسنادہ صحیح'' !)

---

[1] اصل میں '' أو '' ہے۔ تصحیح کے لئے دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی ص ۱۸۷

اس میں دووجہ ضعف ہیں:

اول: ابراہیم النخعی مدلس تھے۔ (دیکھئے الفتح المبین ص۳۳) اور سند عن سے ہے۔

دوم: حماد بن ابی سلیمان مدلس تھے۔ (دیکھئے الفتح المبین ص۳۸) اور سند عن سے ہے۔

اس سلسلے کی دیگر ضعیف روایات کے لئے دیکھئے میری کتاب انوار السنن فی تحقیق آثار السنن (ح۹۹۵۔۹۹۹)

[۸۹] حدثنا علي بن المديني بهذا الحديث عن خالد بن الحارث عن هشام فقال فيه: ثم تكبر فتركع . فقال حذيفة و الأشعري: صدق أبو عبد الرحمٰن .

ہمیں علی بن المدینی نے یہ حدیث بیان کی، خالد بن الحارث سے، انھوں نے ہشام (بن ابی عبداللہ الدستوائی) سے...تو اس (روایت) میں کہا: پھر تم تکبیر کہو تو رکوع کرو، پھر حذیفہ اور (ابو موسیٰ) الاشعری (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے سچ کہا ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۸۸

[نمازِ جنازہ میں درود]

[۹۰] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا حماد بن سلمة عن عبد الله بن أبي بكر قال: كنا بالخيف و معنا عبد الله بن أبي عتبة، فحمد الله و أثنى عليه و صلّى على النبي ﷺ

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی، انھوں نے عبد اللہ بن ابی بکر سے، انھوں نے کہا: ہم (منیٰ / مکہ) میں خیف (ایک مقام) کے پاس تھے اور

ودعا بدعوات، ثم قام فصلّى بنا .

ہمارے ساتھ عبد اللہ بن ابی عتبہ تھے۔ انھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر درود پڑھا اور دعائیں مانگیں پھر اٹھ کر ہمیں نماز پڑھائی۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔ نیز دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۳۶)

بعض علماء کا خیال ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر سے مراد عبیداللہ بن ابی بکر بن انس بن مالک ہے۔

[۹۱] حدثنا محمد بن كثير قال: ثنا سفيان بن سعيد: حدثني أبو هاشم الواسطي عن الشعبي قال: أول تكبيرة من الصلاة على الجنازة ثناء على الله عزوجل والثانية صلاة على النبي ﷺ، والثالثة دعاء للميت والرابعة السلام .

ہمیں محمد بن کثیر (غالباً العبدی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سفیان بن سعید (الثوری) نے حدیث بیان کی، (کہا): مجھے ابو ہاشم الواسطی (یحییٰ بن دینار) نے حدیث بیان کی، انھوں نے (عامر بن شراحیل) الشعبی رحمہ اللہ سے، انھوں نے کہا: نماز جنازہ کی پہلی تکبیر میں اللہ کی ثنا ہے، دوسری میں نبی ﷺ پر درود ہے، تیسری میں میت کے لئے دعا ہے اور چوتھی میں سلام ہے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابن ابی شیبہ (۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۷۸) نے وکیع عن سفیان (الثوری) عن ابی ہاشم عن الشعبی کی سند سے روایت کیا ہے۔

فائدہ تابعی کے اس قول میں اللہ کی ثنا سے مراد سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہے، جس کی

دلیل وہ مشہور حدیث ہے جس میں سورۂ فاتحہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
''حمدني عبدي ..... أثنٰى عليّ عبدي'' میرے بندے نے میری حمد بیان کی...
میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۳۹۵، ترقیم دارالسلام: ۸۷۸)
مصنف ابن ابی شیبہ (۲۹۵/۳ ح ۱۱۳۷۵) میں حفص بن غیاث عن اشعث عن الشعبی والی روایت میں ''يبدأ بحمد الله و الثناء عليه'' کے الفاظ ہیں، جن سے حمد و ثنا کا قطعی تعین ہوتا ہے لیکن یہ سند ضعیف ہے۔

[۹۲] حدثنا عبد الله بن مسلمة قال: ثنا نافع بن عبد الرحمٰن بن أبي نعيم القارئ عن نافع عن ابن عمر: أنه يكبر على الجنازة ويصلّي على النبي ﷺ، ثم يقول: اللهم بارك فيه وصلّ عليه و اغفرله وأورده حوض نبيك ﷺ.

ہمیں عبد اللہ بن مسلمہ (القعنبی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم القاریٔ نے حدیث بیان کی، انھوں نے نافع سے، انھوں نے (عبد اللہ) بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے، وہ جنازے کی تکبیر کہتے اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے پھر کہتے: اے اللہ! اس میں برکتیں ڈال اور اس پر رحم کر اور اسے بخش دے اور اسے اپنے نبی ﷺ کے حوض پر پہنچا دے۔

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔
اسے ابن ابی شیبہ (المصنف ۴۱۴/۱۰ ح ۲۹۷۷۸) نے عبید اللہ بن عمر عن نافع مولیٰ ابن عمر کی سند سے مختصراً روایت کیا ہے۔

[٩٣] حدثنا أبو مصعب عن مالك ابن أنس عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبيه عن أبي هريرة: سئل كيف نصلّي على الجنازة؟ قال: أنا لعمر الله أخبرك، أتبعها من أهلها، فإذا وضعت كبرت و حمدت الله و صلّيت على نبيه ﷺ، ثم أقول: اللهم هذا عبدك[و][1] ابن عبدك و ابن أمتك كان يشهد أن لا إله إلا أنت و أن محمدًا عبدك و رسولك و أنت أعلم به، اللهم إن كانَ محسناً فزد من إحسانه و إن كان مسيئًا فتجاوز عنه، اللهم لا تحرمنا أجره و لا تفتنا بعده .

ہمیں ابو مصعب (الزہری ، احمد بن ابی بکر) نے حدیث بیان کی، انھوں نے مالک بن انس سے، انھوں نے سعید بن ابی سعید المقبری سے، انھوں نے اپنے والد (ابوسعید کیسان المقبری) سے، انھوں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے، اُن سے پُوچھا گیا کہ ہم نماز جنازہ کس طرح پڑھیں؟ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تجھے بتاتا ہوں، میت کے گھر کے پاس سے اُس کے ساتھ چلتا ہوں پھر جب میت کو رکھ دیا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں اور اللہ کی حمد (یعنی سورۂ فاتحہ) پڑھتا ہوں اور اللہ کے نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہوں پھر میں کہتا ہوں:

اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری بندی کا بیٹا ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) تیرے بندے اور رسول ہیں اور تو اسے سب سے زیادہ جانتا ہے۔

اے اللہ! اگر وہ نیکیاں کرنے والا تھا تو اس

---

[1] اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۸۹)

پر بہت زیادہ احسان فرما اور اگر وہ خطا کار تھا تو اُس سے درگزر فرما۔ اے اللہ! اس کے اجر وثواب سے ہمیں محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کرنا۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابن المنذر (الاوسط ۴۳۹/۵) اور بغوی (شرح السنہ: ۱۴۹۶) وغیرہما نے امام مالک کی سند سے روایت کیا ہے۔

یہ موقوف روایت موطأ امام مالک (روایۃ ابی مصعب الزہری: ۱۰۱۶، روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۲۲۸/۱ ح ۵۳۶) میں موجود ہے۔

فائدہ اس اثر میں حمد سے مراد فاتحہ ہے جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مرفوع حدیث قدسی سے ثابت ہے۔ دیکھئے حدیث سابق: ۹۱

[۹۴] حدثنا محمد بن المثنى قال: ثنا عبد الأعلى قال: ثنا معمر عن الزهري قال: سمعت أبا أمامة ابن سهل بن حنيف: يحدث سعيد ابن المسيب قال: إن السنة في صلاة الجنازة، أن يقرأ بفاتحة الكتاب ويصلّي على النبي ﷺ، ثم يخلص الدعاء للميت حتى [1]

ہمیں محمد بن المثنیٰ نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبد الاعلیٰ (بن عبد الاعلیٰ) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں معمر (بن راشد) نے حدیث بیان کی، انھوں نے (محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب) الزہری سے، انھوں نے کہا: میں نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف (رضی اللہ عنہ) کو سعید بن المسیب (رحمہ اللہ) سے حدیث بیان

[1] اصل میں ''متی یفرغ'' ہے۔ تصحیح کے لئے دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۹۲)

يفرغ و لا يقرأ إلا مرة واحدة ثم يسلّم في نفسه .

کرتے ہوئے سنا: نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قراءت کی جائے اور نبی ﷺ پر درود پڑھا جائے پھر جب فارغ ہوتو میت کے لئے خالص دعا کی جائے اور صرف ایک دفعہ قراءت کی جائے پھر اپنے دل میں (یعنی سراً) سلام پھیر دیا جائے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔ (نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر ۲۲۱/۵)

اسے ابن ابی شیبہ (المصنف ۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۷۹) نے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ سے اور ابن الجارود (المنتقیٰ: ۵۴۰) وغیرہ نے معمر بن راشد کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ صحابی صغیر (بلحاظِ رُویت) تھے، انھوں نے یہ یا اس جیسی روایت نبی ﷺ کے ایک صحابی (یعنی صحابی کبیر) سے سنی تھی۔ رضی اللہ عنہ دیکھئے شرح معانی الآثار (۵۰۰/۱ وسندہ صحیح، باب التکبیر علی الجنائز کم ھو؟)

[اللہ کی طرف "صلوٰۃ" کی نسبت اور اس کا مفہوم]

[۹۵] حدثنا نصر بن علي قال: ثنا خالد بن يزيد عن أبي جعفر عن الربيع بن أنس عن أبي العالية: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَ مَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط﴾ ﷺ قال : صلاة الله عز وجل عليه : ثناؤه عليه، وصلاة

ہمیں نصر بن علی (الجہضمی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں خالد بن یزید (العتکی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے ابوجعفر (الرازی) سے، انھوں نے الربیع بن انس سے، انھوں نے ابوالعالیہ (الریاحی) سے: ﴿ إِنَّ اللَّهَ وَ مَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى

الملائكة عليه: الدعاء .

النَّبِيِّ ﴾ ﷺ [الاحزاب:٥٦]

انھوں (ابوالعالیہ) نے کہا: اللہ تعالیٰ کا صلوٰۃ کہنا، آپ (ﷺ) کی ثنا کہنا ہے اور فرشتوں کا صلوٰۃ کہنا آپ کے لئے دعا مانگنا ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

ابوجعفر الرازی (صدوق حسن الحدیث عن غیر الربیع بن انس) کی ربیع بن انس بن زیاد البکری سے روایت ضعیف ہوتی ہے۔

دیکھئے سنن ابی داود (۱۱۸۲ بتحقیقی) اور کتاب الثقات لابن حبان (۲۲۸/۴)

[**٩٦**] حدثنا نصر بن علي قال: ثنا محمد بن سواء عن جويبر عن الضحاك قال: صلاة الله: رحمته و صلاة الملائكة: الدعاء .

ہمیں نصر بن علی (الجہضمی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں محمد بن سواء نے حدیث بیان کی، انھوں نے جویبر سے، اُس نے ضحاک (بن مزاحم) سے، انھوں نے کہا: اللہ کی صلوٰۃ اُس کی رحمت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ دعا ہے۔

تحقیق اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

دیکھئے جلاء الافہام (ص ۱۵۸)

جویبر بن سعید الازدی البلخی نزیل الکوفہ، سخت ضعیف راوی تھا۔

دیکھئے تقریب التہذیب (۹۸۷)

[٩٧] و حدثناه محمد بن أبي بكر :ثنا محمد بن سواء قال: ثنا جويبر عن الضحاك: ﴿ هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ ﴾ قال: صلاة الله: مغفرته و صلاة الملائكة: الدعاء .

اور ہمیں محمد بن ابی بکر (المقدمی) نے حدیث بیان کی (کہا): ہمیں محمد بن سواء نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں جویبر نے حدیث بیان کی، اُس نے ضحاک (بن مزاحم) سے: ﴿ هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ ﴾ [الاحزاب:٤٣] کہا: اللہ کی صلوٰۃ اُس کی (طرف سے) مغفرت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ دعا ہے۔

تحقیق اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ (دیکھئے جلاء الافہام ص ١٥٨، اور حدیث سابق: ٩٦)

[نبی ﷺ کی قبر پر درود]

[٩٨] حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن عبد الله بن دينار أنه قال: رأيت عبد الله بن عمر يقف على قبر النبي ﷺ، و يصلّي على النبي ﷺ و أبي بكر، و عمر رضي الله عنهما .

ہمیں عبداللہ بن مسلمہ (القعنبی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے مالک (بن انس) سے، انھوں نے عبداللہ بن دینار، انھوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کو نبی ﷺ کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے دیکھا اور وہ نبی ﷺ، ابوبکر (الصدیق) اور عمر رضی اللہ عنہما پر درود (وسلام) پڑھتے تھے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے امام بیہقی (٥/٢٤٥) نے بھی امام مالک کی سند سے روایت کیا ہے۔

یہ روایت موطأ امام مالک (روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۱/۱۶۶ ح ۳۹۸ بتحقیقی) میں موجود ہے۔

[۹۹] حدثنا علي قال: ثنا سفيان: حدثني عبد الله بن دينار قال: رأيت ابن عمر إذا قدم من سفر دخل المسجد، فقال: السلام عليك يا رسول الله! السلام على أبي بكر، السلام على أبي، و يصلّي ركعتين .

ہمیں علی (بن المدینی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے عبداللہ بن دینار نے حدیث بیان کی، کہا: میں نے (عبداللہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، جب آپ سفر سے آتے (تو) مسجد میں داخل ہوتے پھر فرماتے: السلام عليك يا رسول الله، السلام على أبي بكر، السلام على أبي .
اور دو رکعتیں پڑھتے۔

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق: ۹۸، آنے والی حدیث: ۱۰۰، اور مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۳۴۱ ح ۱۱۷۹۲)

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ کے جسم مبارک کو ہاتھ لگایا پھر آپ کے چہرہ مبارک سے پردہ اُٹھا کر جھک کر آپ کا بوسہ لیا اور رونے لگے پھر فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا، آپ کے لئے یہ موت جو لکھی ہوئی تھی آ گئی ہے۔ (صحیح بخاری: ۴۴۵۲، ۴۴۵۳)
پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے (خطبہ) فرمایا: تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر موت آ گئی ہے اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ (صحیح بخاری: ۴۴۵۴)

[۱۰۰] حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا حماد بن زيد عن أيوب عن نافع:
أن ابن عمر كان إذا قدم من سفر دخل المسجد، ثم أتى القبر فقال: السلام عليك يا رسول الله! السلام عليك يا أبا بكر! السلام عليك يا أبتاه!.

ہمیں سلیمان بن حرب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں حماد بن زید نے حدیث بیان کی، انھوں نے ایوب (السختیانی) سے، انھوں نے نافع (مولیٰ ابن عمر) سے: بے شک (عبداللہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) جب سفر سے واپس آتے تو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) مسجد میں داخل ہوتے پھر قبر کے پاس آ کر فرماتے: السلام عليك يا رسول الله! السلام عليك يا أبابكر! السلام عليك يا أبتاه!

تحقیق اس کی سند صحیح ہے۔

اسے امام بیہقی (۲۴۵/۵) نے سلیمان بن حرب کی سند سے روایت کیا ہے۔

نیز دیکھئے سابقہ حدیثیں: ۹۸، ۹۹

[۱۰۱] حدثني إسحاق بن محمد قال: ثنا عبد الله بن عمر عن نافع أن ابن عمر كان إذا قدم من سفر صلّى سجدتين في المسجد، ثم يأتي النبي صلى الله عليه وسلم، فيضع يده اليمين على قبر النبي صلى الله عليه وسلم و يستدبر القبلة، ثم يسلّم على النبي صلى الله عليه وسلم، ثم على أبي بكر و عمر

ہمیں اسحاق بن محمد (الفروی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبداللہ بن عمر (العمری المکبر) نے حدیث بیان کی، انھوں نے نافع سے: بے شک ابن عمر (رضی اللہ عنہ) جب سفر سے واپس آتے تو مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر) کے پاس آتے تو اپنا دایاں ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر رکھتے اور قبلے کی طرف پیٹھ کرتے پھر نبی

رضي الله عنهما .

صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہتے پھر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر سلام کہتے تھے۔

تحقیق اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

اس میں وجۂ ضعف یہ ہے کہ اسحاق بن محمد الفروی ضعیف راوی تھا۔

دیکھئے حدیث سابق: ۳۵،۳

[نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر فرشتوں کا درود پڑھنا]

[۱۰۲] حدثنا معاذ بن أسد قال: ثنا عبد الله بن المبارك: أخبرنا ابن لهيعة: حدثني خالد بن يزيد (عن سعيد) بن أبي هلال عن نبيه[1] بن وهب أن كعبًا دخل على عائشة فذكروا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فقال كعب: ما من فجر يطلع إلا و ينزل سبعون ألفًا من الملائكة حتى يحفوا بالقبر يضربون بأجنحتهم [القبر][2] و يصلّون على النبي صلی اللہ علیہ وسلم حتى إذا أمسوا عرجوا وهبط

ہمیں معاذ بن اسد نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبداللہ بن المبارک نے حدیث بیان کی (کہا): ہمیں (عبداللہ) ابن لہیعہ نے خبر دی (کہا): مجھے خالد بن یزید نے حدیث بیان کی انھوں نے سعید بن ابی ہلال سے، انھوں نے نبیہ بن وہب سے کہ بے شک عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس کعب (الاحبار) گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوا تو کعب نے کہا: جب بھی فجر طلوع ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ قبر کے پاس چلے آتے

---

[1] اصل میں غلطی سے منبہ بن وہب چھپ گیا ہے۔
تصحیح کے لئے دیکھئے فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۹۶)

[2] اضافہ از نسخہ فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتحقیق عبدالحق الترکمانی (ص ۱۹۶)

سبعون ألفًا حتى يحفوا بالقبر يضربون بأجنحتهم، فيصلّون على النبي ﷺ سبعون ألفًا بالليل و سبعون ألفًا بالنهار حتى إذا انشقت الأرض خرج في سبعين ألفًا من الملائكة يزفونه.

ہیں اور اپنے پر پھڑ پھڑاتے ہیں اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں، حتیٰ کہ جب شام ہوتی ہے تو (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں۔ اور ستر ہزار دوسرے (فرشتے) اترتے ہیں حتیٰ کہ قبر کے پاس آتے ہیں، اپنے پر پھڑ پھڑاتے ہیں پھر نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں، ستر ہزار رات کو اور ستر ہزار دن کو، حتیٰ کہ جب زمین پھٹے گی تو آپ باہر آئیں گے اور ستر ہزار فرشتے آپ کے ساتھ چلیں گے۔

تحقیق اس کی سند میں نظر ہے۔

دیکھئے کتاب الزہد لابن المبارک (ص ۵۵۸ ح ۱۶۰۰، رواہ عن ابن لہیعہ)

اسے امام لیث بن سعد المصری نے بھی خالد بن یزید سے روایت کیا ہے۔

دیکھئے سنن الدارمی (۴۴/۱ ح ۹۴) شعب الایمان للبیہقی (طبعہ محققہ ۵۵/۶۔۵۶ ح ۳۸۷۳، طبعہ اخریٰ ۴۹۲/۳۔۴۹۳ ح ۴۱۷۰ وفیہا تصحیف فی السند) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۳۹۰/۵ وفیہا تصحیف فی السند) کتاب العظمۃ لابی الشیخ (۱۰۱۸/۳ ح ۵۳۷/۴۳) النہایہ فی الفتن والملاحم لابن کثیر (بتحقیقی ۳۱۴/۱ ح ۵۶۱)

نبیہ بن وھب کی کعب الاحبار سے ملاقات یا معاصرت ثابت نہیں ہے اور نہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُن کی کسی روایت کا ثبوت ملا ہے لہٰذا اس سند میں انقطاع کا شبہ ہے۔

حسین سلیم اسد نے کہا: اور اس میں انقطاع بھی ہے کیونکہ نبیہ بن وھب نے کعب کو نہیں پایا۔ واللہ اعلم (تحقیق مسند الدارمی ۲۲۸/۱)

فائدہ سعید بن ابی ہلال کا مختلط ہونا ثابت نہیں ہے۔ اختلاط کے بارے میں امام احمد کا قول ساجی نے بغیر کسی سند کے نقل کیا ہے لہٰذا یہ نقل نا قابلِ حجت ہے۔ یاد رہے کہ سعید بن ابی ہلال سے خالد بن یزید کی روایت صحیحین میں ہے لہٰذا یہاں اختلاط کا الزام سرے سے مردود ہے۔

[آیت: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کا مفہوم]

[۱۰۳] حدثنا علي بن عبد الله قال: ثنا سفيان قال: ثنا ابن أبي نجيح عن مجاهد: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ قال: لا أُذكر إلا ذكرتَ، أشهد أن لا إلـه إلا اللّٰـه، أشهد أن محمدًا رسول الله .

ہمیں علی بن عبداللہ (المدینی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں (عبداللہ) ابن ابی نجیح نے حدیث بیان کی، انھوں نے مجاہد (بن جبر رحمہ اللہ) سے: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔ [الانشراح:۴]
کہا: جب مجھے یاد کیا جاتا ہے تو آپ کو بھی یاد کیا جاتا ہے۔ (یعنی موذن وغیرہ کا گواہی دینا) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں (اور) گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے امام شافعی نے کتاب الرسالہ (ص ۱۶، فقرہ: ۳۷) میں سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر کے نزدیک عبداللہ بن ابی نجیح طبقۂ ثالثہ کے مدلس تھے۔

دیکھئے طبقات المدلسین (۳/۷۷) اور روایت عن سے ہے لہٰذا ضعیف ہے۔
بعض علماء ابن ابی نجیح کی مجاہد سے روایات کو صحیح سمجھتے ہیں لیکن یہ مسلک مرجوح ہے۔

[۱۰۴] حدثنا محمد بن عبيد: ثنا محمد بن ثور عن معمر عن قتادة: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ فقال النبي ﷺ: ((ابدؤوا بالعبودية [1] و ثنوا بالرسالة .))
قال معمر: أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدًا عبده، فهذا العبودية ورسوله أن يقول: عبده ورسوله .

ہمیں محمد بن عبید نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں محمد بن ثور نے حدیث بیان کی، انھوں نے معمر سے، انھوں نے قتادہ (رحمہ اللہ) سے: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔

[الانشراح:۴]

تو نبی ﷺ نے فرمایا: عبودیت سے ابتدا کرو پھر رسالت کا ذکر کرو۔
معمر (بن راشد) نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اُس کے بندے ہیں، یہ عبودیت (بندگی) ہے۔ اور (محمد ﷺ) اس کے رسول ہیں کہ یہ کہے: اس کے بندے اور رسول ہیں (یہ رسالت ہے۔)

تحقیق قتادہ کا قول صحیح ہے اور مرفوع حدیث مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

....

[1] عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں ''بالعبودة'' ہے۔ دیکھئے ص ۱۹۸

اس روایت کی سند قتادہ تک صحیح ہے۔

اسے طبری نے تفسیر (۱۵۱/۳۰) میں صحیح سند کے ساتھ محمد بن ثور سے روایت کیا ہے۔

[خطبہ وعظ اور درود ہے]

[۱۰۵] حدثنا عمرو بن مرزوق: ثنا زهير عن أبي إسحٰق: أنه رآهم يستقبلون الامام إذا خطب ولكنهم كانوا لا يسعون [1] إنما هو قصص وصلاة على النبي ﷺ.

ہمیں عمرو بن مرزوق نے حدیث بیان کی (کہا): ہمیں زہیر (بن معاویہ) نے حدیث بیان کی، انھوں نے ابو اسحاق (عمرو بن عبداللہ السبیعی) سے: انھوں نے لوگوں کو خطبے کی حالت میں امام کی طرف رُخ کرتے ہوئے دیکھا اور لیکن لوگ دوڑ نہیں رہے تھے: یہ تو وعظ ہے اور نبی ﷺ پر درود ہے۔

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔

زہیر بن معاویہ کی ابواسحاق السبیعی سے روایات میں نظر ہے۔ امام ابوزرعہ الرازی نے کہا: وہ ثقہ ہیں لیکن انھوں نے ابواسحاق سے اُن کے اختلاط کے بعد سنا ہے۔

(کتاب الجرح والتعدیل ۵۸۹/۳)

امام احمد بن حنبل نے کہا: زہیر کی ابواسحاق سے روایت میں کمزوری ہے، انھوں نے ابواسحاق سے اُن کے آخری دور میں حدیثیں سنی تھیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۵۸۸/۳ وسندہ صحیح)

یاد رہے کہ صحیحین میں زہیر بن معاویہ کی ابواسحاق سے تمام روایات متابعات اور شواہد کی وجہ سے صحیح ہیں۔

---

[1] عبدالحق الترکمانی کے نسخے میں ''لا یسبّون'' ہے، یعنی وہ اسلاف کو گالیاں نہیں دیتے تھے۔ دیکھئے ص ۱۹۸

[نماز میں دعا اور درود]

[١٠٦] حدثنا محمد بن أبي بكر قال: ثنا عبد اللّٰه بن يزيد: حدثني حيوة: أخبرني أبو هانئ حميد بن هانئ: أن أبا[علي]عمرو بن مالك حدثه أنه سمع فضالة بن عبيد ـ صاحب رسول اللّٰه ﷺ ـ يقول: سمع رسول اللّٰه ﷺ رجلاً يدعو فى صلاته، لم يمجّد اللّٰه، و لم يصلّ على النبي ﷺ، فقال رسول اللّٰه ﷺ: ((عجل هذا)) ثم دعاه فقال له أو لغيره: ((إذا صلى أحدكم فليبدأ بتمجيد اللّٰه و الثناء عليه، ثم يصلّي على النبي ﷺ، ثم يدعو بعد بما شاء .))

ہمیں محمد بن ابی بکر (المقدمی) نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عبداللہ بن یزید (المقری) نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے حیوہ (بن شریح) نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے ابو ہانی حمید بن ہانی نے خبر دی کہ ابو علی عمرو بن مالک نے انھیں حدیث بیان کی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی فضالہ بن عبید (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا، جس نے اللہ کی بزرگی بیان نہیں کی اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے جلدی کی ہے۔ پھر اسے بلایا تو اسے یا دوسرے شخص سے کہا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو پہلے اللہ کی بزرگی بیان کرے اور اس کی تعریف کرے پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے دعا مانگ لے۔

تحقیق اس کی سند حسن ہے۔

اس امام احمد (۱۸/٦) ابوداود (۱۴۸۱) اور ترمذی (۳۴۷۷) وغیرہم نے امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری سے اس سند ومتن کے ساتھ روایت کیا ہے۔
اسے ترمذی، ابن خزیمہ (۷۰۹، ۷۱۰) ابن حبان (الموارد: ۵۱۰) حاکم (۲۳۰/۱، ۲۶۸) اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔

[قنوت میں درود]

[۱۰۷] حدثنا محمد بن المثنى قال: ثنا معاذ بن هشام: حدثني أبي عن قتادة عن عبد الله بن الحارث: أن أبا حليمة _ معاذ _ كان يصلّي على النبي ﷺ في القنوت .

ہمیں محمد بن المثنیٰ نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں معاذ بن ہشام (بن ابی عبداللہ الدستوائی) نے حدیث بیان کی (کہا): مجھے میرے ابا (ہشام بن ابی عبداللہ الدستوائی) نے حدیث بیان کی، انھوں نے قتادہ (بن دعامہ) سے، انھوں نے [عن کے ساتھ] عبداللہ بن الحارث سے: بے شک ابوحلیمہ معاذ (بن الحارث بن ارقم الانصاری القاری رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قنوت میں درود پڑھتے تھے۔

تم الكتاب والحمد لله وحده وصلوته على سيدنا محمد و آله وسلّم .

کتاب مکمل ہوگئی.
والحمد لله وحده وصلوته على سيدنا محمد و آله وسلّم .

تحقیق اس کی سند ضعیف ہے۔
اسے حافظ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (۵۰۲/۱۸-۵۰۳) میں اپنی سند کے ساتھ

اسماعیل بن اسحاق القاضی سے روایت کیا ہے۔

نیز دیکھئے حلیۃ الاولیاء (۲/۲۱) اور جلاء الافہام (ص ۳۶۳)

قتادہ رحمہ اللہ مشہور مدلس تھے، حافظ ابن حجر نے انھیں طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ (طبقات المدلسین ۳/۹۲) اور یہ روایت عن سے ہے لہٰذا ضعیف ہے۔

فائدہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قنوتِ وتر کے تقریباً آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے۔ دیکھئے صحیح ابن خزیمہ (۱۱۰۰، ملخصاً وسندہ صحیح)

....

ترجمہ ختم (۲۶/ستمبر ۲۰۰۹ء)

بیت امیر محمد اخو حافظ شیر محمد، باجوڑی، بیاڑ، تحصیل کلکوٹ (کوہستان) ضلع دیر بالا

والحمد للہ رب العالمین

حافظ زبیر علی زئی

محدثینِ کرام نے ضعیف روایات کیوں بیان کیں؟

اگر کوئی کہے کہ امام اسماعیل بن اسحاق القاضی کی کتاب: فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں بہت سی ضعیف روایات ہیں لہٰذا سوال یہ ہے کہ محدثین کرام نے کتبِ صحیحہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں ضعیف اور مردود روایات کیوں لکھی ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا: ''**بل أكثر المحدثين في الأعصار الماضية من سنة مائتين وهلم جرًا إذا ساقوا الحديث بإسناده اعتقدوا أنهم برؤا من عهدته . والله أعلم**''

بلکہ سن دو سو ہجری سے لے کر بعد کے گزشتہ زمانوں میں محدثین جب سند کے ساتھ حدیث بیان کر دیتے تو یہ سمجھتے تھے کہ وہ اس کی مسئولیت سے بری ہو چکے ہیں۔ واللہ اعلم

(لسان المیزان ج ۳ ص ۷۵ ترجمۃ سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۳۵۳، اللآلی المصنوعہ للسیوطی ج ۱ ص ۱۹، دوسرا نسخہ ص ۲۵، تذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۷)

حافظ ابن تیمیہ نے فرمایا: لیکن (ابونعیم الاصبہانی نے) روایات بیان کیں جیسا کہ اُن جیسے محدثین کسی خاص موضوع کے بارے میں تمام روایتیں بیان کر دیتے تھے تاکہ (لوگوں کو) علم ہو جائے۔ اگرچہ ان میں سے بعض کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی تھی۔ (منہاج السنہ ج ۴ ص ۱۵)

سخاوی نے کہا: اکثر محدثین خصوصاً طبرانی، ابونعیم اور ابن مندہ جب سند کے ساتھ حدیث بیان کرتے تو وہ یہ عقیدہ رکھتے یعنی سمجھتے تھے کہ وہ اس کی مسئولیت سے بری ہو چکے ہیں۔

(فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث ج ۱ ص ۲۵۴، الموضوع)

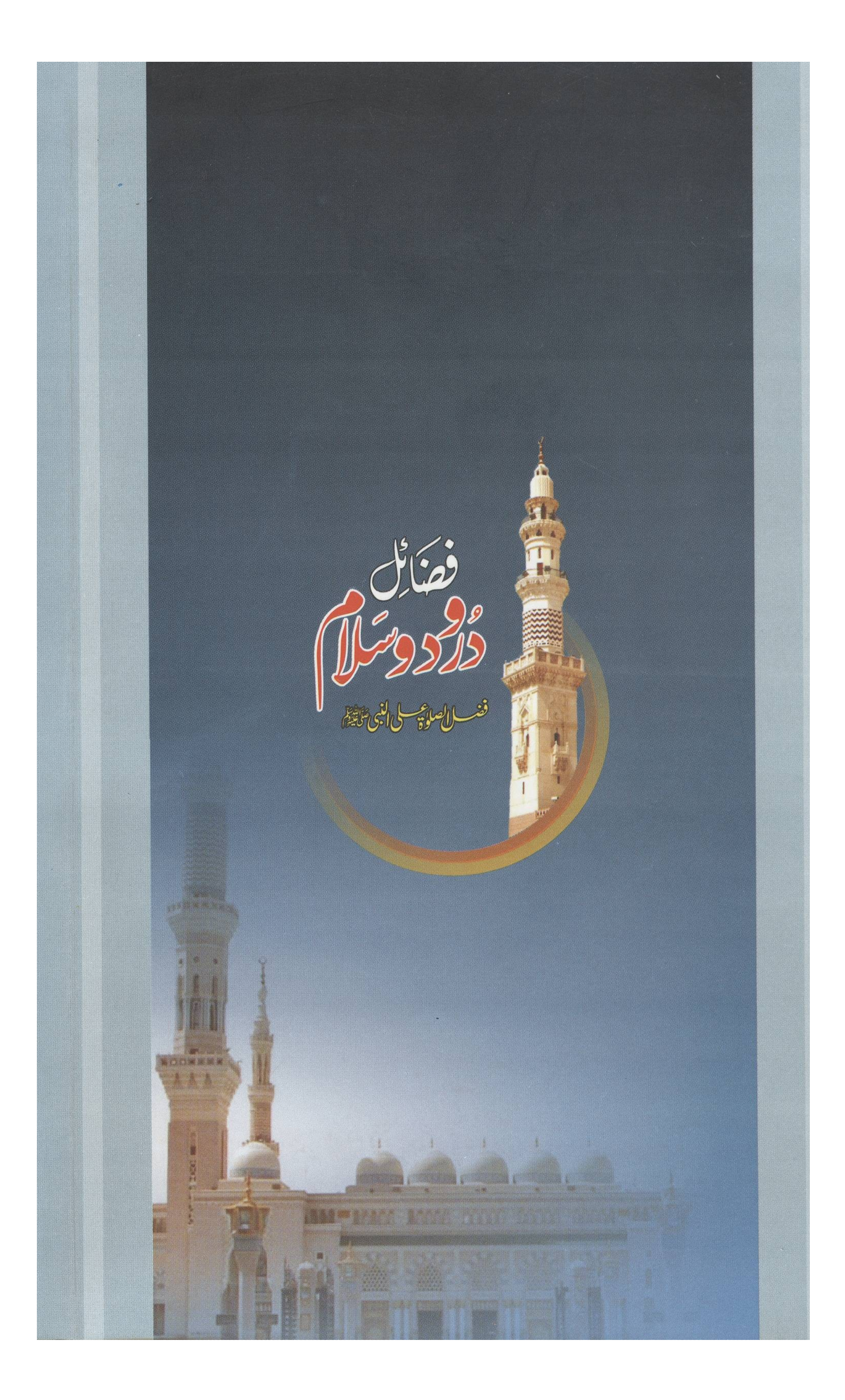
ان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ صحیحین کے علاوہ کتبِ حدیث مثلاً الادب المفرد للبخاری اور مسند احمد وغیرہما میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں، جنھیں سند کے ساتھ روایت کر کے محدثین کرام بری الذمہ ہو چکے ہیں۔ یہ روایات انھوں نے بطورِ حجت واستدلال نہیں بلکہ بطورِ معرفت و روایت بیان کر دی تھیں لہٰذا اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کو مدِنظر رکھنے کے بغیر صحیحین کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث کی روایات سے استدلال یا حجت پکڑنا اور انھیں بطورِ جزم بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ وما علینا إلا البلاغ (۶/ دسمبر ۲۰۰۹ء)

إطراف الأحاديث والآيات

....

☆ يدل ما بين القوسين على أن الحديث ليس با لمرفوع بل: موقوف أو مقطوع التابعي .

فہرس الرواۃ


فضائِل
دُرود وسَلام
فضل الصلوٰة علی النبی ﷺ